

APR - MAY 2014 ISSUE

شماره اپریل ۲۰۱۴ء

☆  
خبر و نظر  
Khabr  
Nazal

U.S. EMBASSY MAGAZINE  
**NEWS & VIEWS**



# Social MEDIA

باہمی میل جول کے ذرائع ابلاغ



## U.S. Diplomat Joan Sinclair

uses technology every day. She is working in Islamabad, far away from her seven year old son.

But, they talk every night by video chat. Here, Eli shows his mom his medal from the Department of State, awarded for being brave and spending a year without his mom.

امریکی سفارتکار  
جون سنکلیر

ہر روز ٹیکنالوجی کا استعمال کرتی ہیں۔ وہ اپنے سات سالہ بیٹے سے بہت دور اسلام آباد میں خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔

لیکن دونوں روزانہ ویڈیو لنک کے ذریعے آپس میں بات چیت کرتے ہیں۔ یہاں ایلٹی اپنی والدہ کو محکمہ خارجہ کی جانب سے ملنے والے تمغہ دکھا رہا ہے جو اسے اپنی والدہ کے بغیر ایک سال بہادری سے گزارنے پر دیا گیا۔



"LIKE" THE EMBASSY'S FACEBOOK PAGE [f/PAKISTAN.USEMBASSY](https://www.facebook.com/PAKISTAN.USEMBASSY)

ایمبیسی کے فیس بک پیج پر اپنی پسندیدگی کا اظہار کیجئے۔



# find US ON



[www.twitter.com/usembassypkislamabad](http://www.twitter.com/usembassypkislamabad)



[www.facebook.com/pakistanusembassy](http://www.facebook.com/pakistanusembassy)



[www.flickr.com/photos/usembassypk](http://www.flickr.com/photos/usembassypk)



[www.youtube.com/user/usembassyislamabad](http://www.youtube.com/user/usembassyislamabad)



U.S. EMBASSY MAGAZINE  
**NEWS & VIEWS**

APR - MAY 2014 ISSUE

## Editor-in-Chief

Angela Aggeler - Counselor for Public Affairs

## Managing Editor

Meghan Gregonis - Press Attaché and Country Information Officer

## Associate Editor

Joan Sinclair - Public Diplomacy Officer

## Contacting Us

Khabr-o-Nazar, Public Affairs Section  
U.S. Embassy, Ramna 5, Diplomatic Enclave Islamabad, Pakistan

## Background

Khabr-o-Nazar is a free magazine published by the U.S. Embassy in Islamabad.  
The magazine is designed and printed by Black Box Concepts.

## Change of Address and Subscriptions

Send change of addresses and subscription requests to [infoisb@state.gov](mailto:infoisb@state.gov)

## Letters to the Editor

Letters should not exceed 250 words and should include the writer's name, address, and daytime phone number. All letters become the property of Khabr-o-Nazar.  
Letters will be edited for length, accuracy, and clarity.

## Stay Connected

Khabr-o-Nazar News & Views

Email: [infoisb@state.gov](mailto:infoisb@state.gov)

Phone: +92 (0) 51 208 0000 | Fax: +92 (0) 51 227 8040  
[http://islamabad.usembassy.gov/pakistan/khabr\\_o\\_nazar.html](http://islamabad.usembassy.gov/pakistan/khabr_o_nazar.html)  
Website: <http://islamabad.usembassy.gov>

ایڈیٹر ان چیف: اسٹیلا انگلر، قونصل برائے پبلک افیئرز

مینجنگ ایڈیٹر: مگن گریگونیس، پریس اتاشی اور کنٹری انفارمیشن آفیسر

ایسوسی ایٹ ایڈیٹر: جون سنکلیئر، پبلک ڈپلومیسی آفیسر

رابطے کا پتہ: خبر و نظر، پبلک افیئرز سیکشن، امریکی ایمبسی، رمنا 5، ڈپلومیٹک انکلیو، اسلام آباد، پاکستان

پبلک گراؤنڈ: خبر و نظر امریکی سفارتخانہ اسلام آباد کی طرف سے شائع کردہ ایک بلا قیمت میگزین ہے۔

میگزین کو پبلک باکس کانسپٹس نے ڈیزائن کیا۔

پتہ کی تبدیلی اور سبسکریپشن: پتہ کی تبدیلی اور سبسکریپشن کی درخواستیں [infoisb@state.gov](mailto:infoisb@state.gov) کو ارسال کیجئے۔

ایڈیٹر کے تمام خطوط: خطوط کا متن 250 الفاظ سے زائد نہ ہو، اور اس میں لکھنے والے کا نام، پتہ اور دن کے اوقات کا ٹیلیفون نمبر درج ہوں۔ تمام

خطوط خبر و نظر کی ملکیت سمجھے جائیں گے اور ان کے متن میں اختصار، ضروری تصحیح اور مفہوم کو واضح کرنے کے مقصد سے اصلاح کی جاسکے گی۔

رابطہ رکھئے: خبر و نظر نیوز اینڈ ویوز

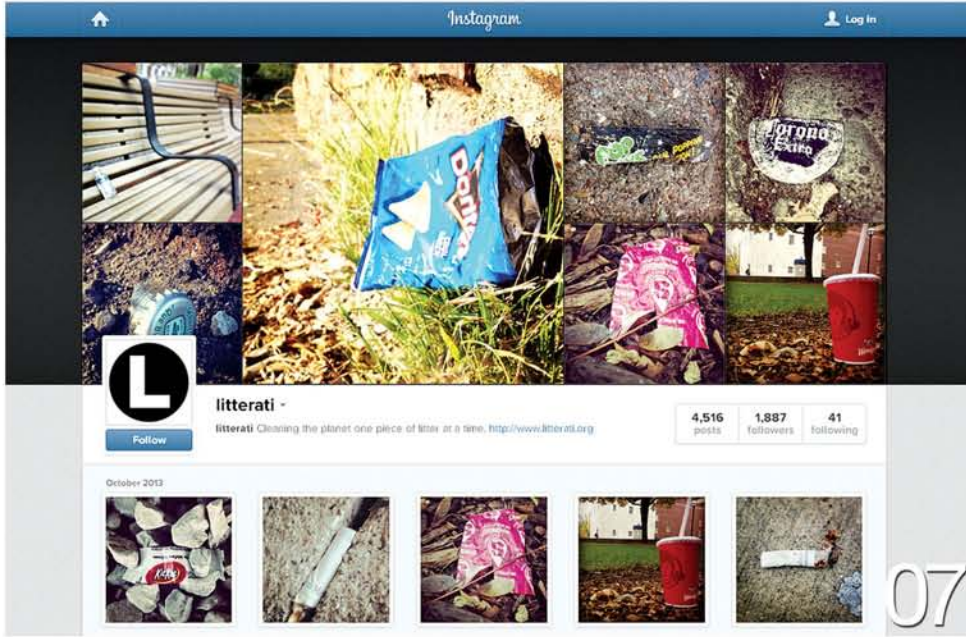
ای میل: [infoisb@state.gov](mailto:infoisb@state.gov)

فون: +92 (0) 51 208 0000

[http://islamabad.usembassy.gov/pakistan/khabr\\_o\\_nazar.html](http://islamabad.usembassy.gov/pakistan/khabr_o_nazar.html)

ویب سائٹ: <http://islamabad.usembassy.gov>

# contents



05 - Editor's Corner 06 - Letters To The Editor 07 - The Latest Alternative To Fuel: Social Media 10 - Take Back The Online Power  
13 - Social Media Makes The Internet Talk Back 14 - What You Share Online Can Hurt You 17 - Tweets & Status Updates For A Cause  
20 - Marketing Movies The New Way 25 - Diplomacy In The Digital Age 28 - Pakistani Alumni Shine At Social Media Summit In India  
30 - Alaska 32 - Pakistan's Social Media Goes Mobile In 2014 33 - Youth Exchange Study 36 - 4 Stories Of How Social Media Helped  
Change The World 38 - Social Media Summit 40 - Social Media Leaders In Punjab

## فہرست مضامین

05 گولڈن مدیر 06 مدیر کے نام خطوط 07 اینڈرسن کا جدید متبادل۔ سماجی ذرائع ابلاغ 10 آن لائن قوت حاصل کرلو 13 سماجی ذرائع ابلاغ نے انٹرنیٹ کو قوت گویائی دی 14 آپ آن لائن جو شیئر کرتے ہیں آپ کو نقصان پہنچا سکتا ہے  
17 ایک نصب العین کیلئے نوٹیس اور شیٹس اپ ڈیس 20 فلموں کی تشہیر کا نیا انداز 25 ڈیجیٹل دور میں سفارتکاری 28 پاکستانیوں کی بھارت میں سماجی ذرائع ابلاغ کا فنرٹس میں نمایاں شرکت 30 الاسکا 32 پاکستان کے سماجی ذرائع ابلاغ 2014ء  
میں موبائل فون پر متحرک 33 نوجوانوں کا تبادلہ تعلیمی پروگرام 36 چار کہانیاں۔ سماجی ذرائع نے کس طرح دنیا کو بدلنے میں مدد دی 38 سوشل میڈیا کانفرنس 40 پنجاب میں سماجی ذرائع ابلاغ کے قائدین



# Editor's corner

## گوشہ مدیر



Dear Readers,

The U.S. Embassy in Islamabad turns 67 this year. Facebook, that start-up social media platform that completely changed how many of us communicate with our friends, turns 10. In the past 10 years, the U.S. Embassy has grown to love this new platform and its 11 million energetic users right here in Pakistan. We have built our presence to become the top U.S. Embassy Facebook page in the world, and Lahore, Karachi, and Peshawar pages are not far behind. But why does the U.S. Embassy care about Facebook? After all, a computer can't replace traditional diplomacy - it can't replace chai and a handshake - and the Internet does not reach everyone.

We care because social media allows us to expand our reach. We can now interact with the more than two million Facebook followers who belong to our Embassy and consulate Facebook pages. And this interaction is instant. Just like chai and a meeting, we talk and we listen, and now we can talk and listen to so many more people!

In this issue of *Khbr-o-Nazar*, you will have an opportunity to take a deep dive into the inner workings of social media. We feature some of the most influential social media activists in Punjab in an article written by our Consulate General Lahore social media specialist, Adnan Shehzad. Nancy Schwartzman, who is using Twitter as a tool to fight gender violence, may inspire you to use Twitter to improve your community. An innovative healthcare solution for patients in remote parts of Sindh will show you how the Internet has practical applications, by connecting patients to doctors and even printing prescriptions so patients can address their medical issues more quickly. And in this issue we feature the winners from an essay contest that we conducted on our Facebook page.

We are excited to feature Social Media in this issue. U.S. Secretary of State John Kerry restarted his own Twitter account in February. The first tweet from @JohnKerry was, "It only took a year but @StateDept finally let me have my own Twitter account." We congratulate Secretary Kerry, and we also congratulate all of our readers who are ready to take the plunge into social media or to dive deeper!

Finally, we love hearing from you. You can write to us by email at [infoisb@state.gov](mailto:infoisb@state.gov) or send a tweet to @usembislamabad.

Warmest regards,

*Meghan Gregonis*

Meghan Gregonis

Managing Editor and Embassy Spokesperson

U.S. Embassy Islamabad

Email: [infoisb@state.gov](mailto:infoisb@state.gov) | Website: <http://islamabad.usembassy.gov>

قارئین کرام

اس سال اسلام آباد امریکی سفارتخانہ سڑک برس کا ہو جائے گا، سماجی ذرائع کی ابتداء کرنے والا پلیٹ فارم فیس بک، جس نے ہم میں سے بہت سوں کا اپنے دوستوں سے رابطے کرنے کا طریقہ مکمل طور پر تبدیل کر دیا ہے، 10 برس کا ہو جائے گا۔ پچھلے دس برسوں میں امریکی سفارتخانے کو اس نئے پلیٹ فارم اور یہاں پاکستان میں اس کے ایک کروڑ دس لاکھ پر جوش استعمال کنندگان سے محبت ہو گئی ہے۔ ہم نے دنیا بھر میں امریکی سفارتخانے کے فیس بک صفحے پر اپنی موجودگی بلند ترین سطح پر قائم کی اور کراچی، لاہور، اور پشاور کے صفحات بھی کچھ زیادہ پیچھے نہیں، لیکن امریکی سفارتخانہ فیس بک کی اتنی پرواہ کیوں کرتا ہے؟ آخر ایک کمپیوٹر روایتی سفارتکاری کا متبادل نہیں ہو سکتا۔ یہ چائے اور مصافحے کا بھی متبادل نہیں ہو سکتا ہے اور انٹرنیٹ کی سب تک رسائی بھی نہیں ہے۔

ہم اس لیے پرواہ کرتے ہیں کیونکہ سماجی ذرائع ابلاغ ہمیں رسائی میں وسعت کی اجازت دیتے ہیں۔ اب ہم 20 لاکھ سے زائد فیس بک پیروکاروں سے باہم رابطے کر سکتے ہیں جو ہمارے سفارتخانے اور قونصل خانے کے فیس بک صفحات سے تعلق رکھتے ہیں اور ایک دوسرے سے یہ باہم رابطے فوری ہیں، جیسے چائے اور ایک ملاقات میں ہم بولتے بھی ہیں اور سنتے بھی ہیں اور اب ہم کہیں زیادہ لوگوں سے بات کر سکتے ہیں اور سن سکتے ہیں۔

خبر و نظر کے اس شمارے میں آپ کو سماجی ذرائع ابلاغ کے اندرونی طریقہ کاری گہرائی میں غوطہ زنی کا موقع ملے گا۔ ہمارے لاہور قونصلیٹ جنرل میں سماجی ذرائع ابلاغ کے ماہر عدنان شہزاد کے لکھے گئے ایک مضمون میں ہم نے پنجاب میں سماجی ذرائع کے بااثر ترین سرگرم کارکنان کا احاطہ کیا ہے۔ نیسی شوازمین جو ٹویٹر کو صنفی بنیاد پر رو رکھے جانے والے تشدد کے خلاف ایک وسیلے کے طور پر استعمال کرتی ہیں، آپ کو اپنی برادری کو بہتر بنانے کی تحریک دے سکتی ہیں، سندھ کے دور افتادہ حصوں میں رہنے والے مریضوں کے لیے صحت سے متعلق ایک نئی طرز کا حل آپ کو دکھائے گا کہ انٹرنیٹ کے عملی استعمال بھی ہیں۔ مریضوں کو ڈاکٹروں سے ملانا اور نسخوں کی چھپائی بھی تاکہ مریض اپنے طبی مسائل سے زیادہ تیزی سے نمٹ سکیں۔ اور اس شمارے میں ہم اپنے فیس بک صفحے پر ہونے والے مضمون نویسی کے مقابلے کے جیتنے والوں کا بھی ذکر کریں گے۔

ہم اس شمارے میں سماجی ذرائع ابلاغ کا احاطہ کرنے پر بہت پر جوش ہیں۔ امریکہ کے وزیر خارجہ جان کیری نے فروری میں اپنا ٹویٹر اکاؤنٹ دوبارہ شروع کیا۔ جان کیری کی طرف سے پہلی ٹویٹ تھی "اس میں صرف ایک سال لگا لیکن نکلے خارجہ نے مجھے اپنا ذاتی ٹویٹر اکاؤنٹ رکھنے کی اجازت دے دی"۔ ہم وزیر خارجہ کیری کو مبارکباد دیتے ہیں اور اپنے تمام قارئین کو بھی مبارکباد دیتے ہیں جو سماجی ذرائع ابلاغ میں چھلانگ لگانے یا پھر زیادہ گہرائی میں غوطہ زنی کرنے کو تیار ہیں۔

آخر میں ہم آپ کی آراء جاننے کے خواہشمند ہیں۔ آپ ہمیں [infoisb@state.gov](mailto:infoisb@state.gov) پر ای میل کر سکتے ہیں یا پھر [@usembislamabad](https://www.facebook.com/usembislamabad) پر ٹویٹ بھیج سکتے ہیں۔

نیک خواہشات کے ساتھ

*Meghan Gregonis*

میگن گرگونیس

جینٹل ایڈیٹر و ترجمان امریکی سفارتخانہ اسلام آباد

ای میل ایڈریس: [infoisb@state.gov](mailto:infoisb@state.gov) ویب سائٹ: <http://islamabad.usembassy.gov>





# LETTERS

TO THE EDITOR

## مدیر کے نام خطوط

Thanks to our readers who sent in letters. Anyone can contribute to our new section, Readers' Corner, by submitting an article on any topic to infoisb@state.gov. Your article should not exceed 250 words.

ہمیں خط لکھنے والے قارئین کا شکریہ۔ کوئی بھی شخص اس میگزین کے ریڈرز کا رز کیلئے کسی بھی موضوع پر مضمون لکھ کر اس پتے پر infoisb@state.gov ای میل کر سکتا ہے۔ آپ کا مضمون 250 الفاظ سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔

Dear Editor,

محترم مدیر،

The Khabr-o-Nazar Entrepreneurship issue was a great demonstration of commitment by the USA to support and promote small and micro entrepreneurs. Congratulations for a great issue on entrepreneurship.

**Rehmatullah Javed**

Chairman of Small and Medium Enterprise,  
Committee of the Federation of  
Pakistan Chambers of Commerce  
& Industry  
Lahore

Dear Editor,

It feels exciting to read your magazine and keeps me waiting till the next time I receive it. I started reading it while I was studying at medical college and used to donate it to the library after reading it. Today, as a doctor, you would be amazed to know that it is this magazine that made me decide to pursue a medical specialization in the USA, help me treat humans well, and live a better life. Bravo to the whole team.

**Dr. Ehsan Naveed**

Abbottabad

کاروباری نظامت پر ”خبر و نظر“ کا شمارہ چھوٹے اور مختصر کاروباری ناظموں کی مدد اور فروغ کے لئے امریکہ کے ذمہ داری کا ایک عظیم مظاہرہ تھا۔ کاروباری نظامت پر اسے زبردست شمارے کے لئے مبارکباد دیتا ہوں۔

رحمت اللہ جاوید

کمٹی برائے چھوٹے و درمیانے کاروبار  
فیڈریشن آف پاکستان چیمبر آف کامرس اینڈ  
انڈسٹری، لاہور

محترم مدیر،

آپ کا رسالہ پڑھنا میرے لیے انتہائی دلچسپی کا حامل ہوتا ہے اور مجھے اگلے شمارے کا بے چینی سے انتظار رہتا ہے۔ میں یہ رسالہ اس وقت سے پڑھ رہا ہوں جب میں میڈیکل کالج میں ہوتا تھا اور یہ پڑھنے کے بعد اسے کالج کی لائبریری کو عطیہ کر دیتا تھا۔ آج، بحیثیت ایک ڈاکٹر، آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ یہ رسالہ ہی تھا جس نے مجھ سے طب کی اعلیٰ تعلیم امریکہ میں حاصل کرنے کا فیصلہ کروایا، مجھے انسانوں سے بہتر سلوک کرنے میں مدد دی، میری طرف سے ساری ٹیم کے لئے شاباش۔

ڈاکٹر احسان نوید ایبٹ آباد

Dear Editor,

محترم مدیر،

Just wanted to share what happened after you wrote a piece on my work. I got a call from the SSP of the Punjab Police Department that he has read the piece and wanted me to invite to talk in front of all of the big bosses of the Punjab police force. So, I went and presented my work, and they ended up asking me to join them as a consultant to help them build the new counterterrorism task force announced by the prime minister.

Keep up the good work. Specially highlight the work of U.S. scholarship alumni and how they are bringing positive change to Pakistan.

**Dr. Zeeshan - ul - Hassan Usmani**

Author, "Simulation of Suicide Bombing - Using Computers to Save Lives"  
Fulbright Scholar (2004-2009)  
Islamabad

میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میرے کام کے بارے میں آپ کے ایک مضمون کے بعد کیا ہوا۔ مجھے پنجاب پولیس کے ایس ایس پی کی کال موصول ہوئی کہ انہوں نے وہ مضمون پڑھا ہے اور وہ مجھے پنجاب پولیس فورس کے تمام اعلیٰ افسروں کے سامنے بات کرنے کی دعوت دینا چاہتے ہیں۔ سو میں وہاں گیا اور اپنے کام کے حوالے سے تفصیلات پیش کیں اور آخر میں انہوں نے مجھے وزیر اعظم کی طرف سے اعلان کردہ انسداد دہشت گردی فورس بنانے میں مدد دینے کے لئے بطور مشیر کام کرنے کی پیشکش کردی۔ آپ اپنا کام جاری رکھیں خصوصاً امریکی وظیفے حاصل کرنے والے سابق طلبہ کے کام کو نمایاں کریں کہ کس طرح وہ پاکستان میں مثبت تبدیلی لارہے ہیں۔

ڈاکٹر ذیشان الحسن عثمانی

مصنف ”خودکش بمباری کی بناوٹ۔ زندگیاں بچانے کے لئے کمپیوٹر کا استعمال“  
فُل براؤٹ سکلر (2004-2009ء)  
اسلام آباد



# the latest alternative to fuel Social Media

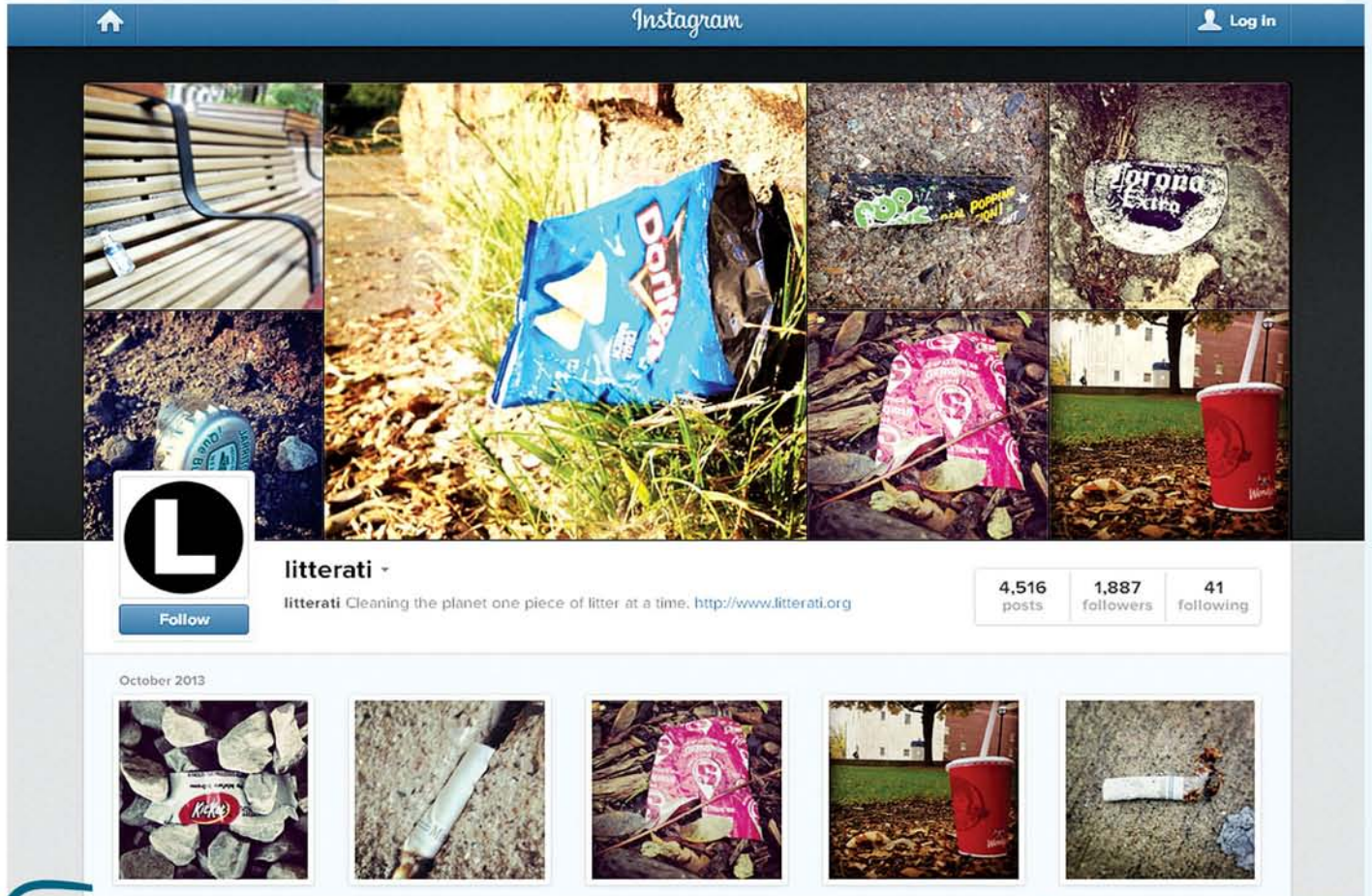
Harnessing the power of the people to help  
the environment

by Jane Varner Malhotra

# اینڈھن کا جدید متبادل باہمی میل جول کے ذرائع

ماحول کی بہتری کے لئے لوگوں کی طاقت کو مجتمع کرنا

تحریر: جین وارنر ملہوٹرا



Citizen scientists log backyard butterfly migration data online. Commuters reduce carbon footprints with car-sharing apps. Teens organize online petitions to protect endangered species. Today, anyone with a soft spot for planet Earth can hop online and make a difference for the environment using social media. Whether you are a leader or a joiner, opportunities abound to go green with social platforms.

## Dreams of a litter-free planet

Out for a hike with his two young daughters, Oakland resident Jeff Kirschner walked past a bright red box of kitty litter lying in a stream. "Daddy," said 4-year-old Tali, pointing to the trash with confusion, "that doesn't go there!"

شوقیہ سائنسدان پائیس باغ میں تلیوں کی ہجرت کی معلومات آن لائن یا دواشتوں میں درج کرتے ہیں۔ سفر کرنے والے افراد "کار شیئرنگ ایپس" کے ذریعے کاربن کے اثرات میں کمی کرتے ہیں۔ نوجوان معدومیت کے خطرہ سے دوچار نسلوں کی حفاظت کے لئے آن لائن اپیلیں تیار کرتے ہیں۔ آج کوئی بھی فرد جو اس سیارے زمین کے لئے نرم گوشہ رکھتا ہے وہ آن لائن آسکتا ہے اور باہمی میل جول کے ذرائع ابلاغ استعمال کرتے ہوئے ماحول میں تبدیلی لاسکتا ہے۔ چاہے آپ ایک رہنما ہیں یا کوئی سماجی رابطہ کار، سماجی پلیٹ فارموں پر ماحول کی بہتری کے مواقع کثرت سے ہیں۔

## کوڑا کرکٹ سے پاک سیارے کا خواب

اپنی دو کم سن بیٹیوں کے ہمراہ طویل پیدل سفر کے دوران اوکینڈ کے رہائشی جیف کرسچنر دی میں پڑے بلیوں کے فضلہ کے شوخ سرخ رنگ کے ڈبے کے پاس سے گزرے۔ چار سالہ نالی نے اُلجھ کر کوڑے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "ڈیڈی، یہ وہاں نہیں ہونا چاہیے۔"





Jeff Kirschner.

“You're right,” agreed Kirschner, so they stopped and picked up the box and took it to a garbage receptacle. The view from a child's eyes reawakened Kirschner's own sensitivity to the litter problem. He began taking photos of discarded items he found on the ground, tagging them on the photo-sharing app Instagram, and then putting the objects in trash or recycling containers. The images were all

assigned the hashtag #litterati, and soon family and friends joined in, picking up trash and photographing it, contributing to the growing collection Kirschner calls a “digital landfill.”

Then one day, a photo appeared on Litterati's Instagram account showing a plastic wrapper lying in front of the Great Wall of China. That's when Kirschner realized the collection of images represented the potential for something bigger, documenting a worldwide effort by individuals to clean up litter, one piece at a time. Using the geotag from each photo, he developed a map to show where people pick up garbage. He is hoping a combination bottom-up and top-down approach might help Litterati reach its vision for a litter-free planet. On one end, individuals are compelled to make a difference with small steps, documented to inspire others. On the other end, data can inform municipalities about where waste disposal options should be expanded, and companies will see how their product packaging impacts the planet.

“As more Litterati users begin tagging the type of trash they pick up, we have a growing body of data that gives us a better understanding of...product types,” explains Kirschner.

In just one year, Litterati's digital landfill has collected over 18,000 pieces of trash on Instagram. Kirschner appreciates the impact of social media for the movement. “Someone picks up a piece of trash, puts the photo on Instagram, then other people comment, the image becomes part of the photo gallery, it's on the map, and now the person is part of a bigger community, which encourages individuals to do it again,” he says. “We have a real opportunity to build a platform that not only measures our own personal impact but unifies the movement under one umbrella. These actions are not isolated incidents—we are in it together.”

## Twitter, memes, and safe water

Environmental activist Emily Wurth uses social media both to keep herself informed and to inform others about safe drinking water policy around the United States. During her seven years with Food & Water Watch, an independent public interest organization, she has seen exponential growth in the use of social media for organizations like hers. “We now have 79,360 likes on Facebook, and I remember we were excited when we hit 10,000,” says Wurth. “We use our blog plus social media like Facebook, Twitter, Instagram, and Pinterest to engage people and to help get our message into the mainstream media.”



We use our blog plus social media like

## FACEBOOK, TWITTER, INSTAGRAM AND PINTEREST

to engage people and to help get our message into the mainstream media.”

ہم بلاگ کے ساتھ ساتھ سوشل میڈیا کے ذریعہ لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کرتے ہیں تاکہ ہمارے پیغام کو ذرائع ابلاغ کے مرکزی دھارے میں شامل کرنے میں مدد مل سکے۔

”تم ٹھیک کہہ رہی ہو،“ کرسچنر نے اتفاق کرتے ہوئے کہا، سو وہ ہاں رُکے، ڈبے کو اٹھایا اور کوڑا گھر لے گئے۔ ایک بچے کی نظر سے اس جائزے نے کوڑے کے مسئلے کے بارے میں کرسچنر کی اپنی حساسیت کو بیدار کر دیا۔ انہوں نے زمین پر ملنے والی مسٹر داشیاء کی تصاویر بنائیں اور ان کو نشان لگا کر تصاویر شیئر کرنے والے ایپ انسٹاگرام پر لگا دیا اور پھر ان اشیاء کو کوڑے دانوں یا دوبارہ قابل استعمال بنانے والے ڈبوں میں ڈال دیا۔ ان سب تصاویر کو پیش ٹیگ ”لٹرائٹی“ (#litterati) تفویض کیا گیا۔ جلد ہی خاندان والے اور احباب ساتھ شامل ہو گئے، کوڑا اٹھاتے، تصاویر لیتے اور اُس میں اپنا حصہ ڈالتے جسے کرسچنر ”زمین کی ڈیجیٹل بھرائی“ کہتے ہیں۔

پھر ایک دن لٹرائٹی کے انسٹاگرام اکاؤنٹ پر ایک تصویر شائع ہوئی جس میں دیوار چین کے سامنے پلاسٹک کا ایک لفافہ دکھائی دے رہا تھا، یہ وہ وقت تھا جب کرسچنر کو احساس ہوا کہ ایک وقت میں ایک ٹکڑا اٹھانے کی کوشش کے متعلق تصاویر کا یہ مجموعہ کسی ممکنہ بڑی چیز، عالمی سطح پر کوشش کا امکان ظاہر کرتا ہے۔

ہر تصویر پر اُس جگہ کی شناختی پرچی استعمال کر کے انہوں نے یہ دکھانے کے لئے ایک نقشہ ترتیب دیا جو یہ دکھاتا ہے کہ لوگ کہاں ردی اٹھاتے ہیں۔ وہ اُمید کرتے ہیں کہ نیچے سے اوپر اور اوپر سے نیچے تک رسائی کا ذریعہ لٹرائٹی کے کوڑے سے پاک سیارے کے نظریہ تک پہنچنے میں مدد دے گا۔ ایک جانب لوگوں کو ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ اپنی چھوٹی چھوٹی تدابیر کو دستاویزی شکل دیں اور دوسروں کو تحریک دینے کے لئے فرق ڈالیں اور دوسری جانب یہ معلومات بلند یہ کو یہ بتاتی ہیں کہ فٹسلے کے خاتمے کی گنجائش کہاں پر بڑھائی جاسکتی ہے اور کہیں یہ دیکھیں گی کہ اُن کا اشیاء کو بند کرنے کا عمل کس طرح سیارے پر اثر انداز ہو رہا ہے۔

کرسچنر وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں جیسے جیسے زیادہ سے زیادہ لوگ اٹھائے جانے والے کوڑے کے اقسام پر شناختی پرچی لگانا شروع کر رہے ہیں ہمارے پاس معلومات کا ایک بڑھتا ہوا ذخیرہ ہے جو ہمیں مصنوعات کی اقسام کے بارے میں بتاتا ہے۔

صرف ایک سال میں لٹرائٹی کی ڈیجیٹل زمینی بھرائی نے انسٹاگرام پر کوڑے کے 18000 سے زائد ٹکڑے جمع کئے۔ کرسچنر اس تحریک پر سماجی ذرائع ابلاغ کے اثرات کی قدر کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ”کوئی شخص کوڑے کا ٹکڑا اٹھاتا ہے، انسٹاگرام پر تصویر لگاتا ہے پھر دوسرے لوگ اُس پر رائے دیتے ہیں اور وہ تصویر ہماری گیلری کا حصہ بن جاتی ہے، وہ نقشہ پر آ جاتی ہے اور اب وہ شخص ایک بڑی برادری کا حصہ بن گیا ہے جو لوگوں کی ہمت افزائی کرتی ہے کہ وہ دوبارہ ایسا کریں۔ ہمارے پاس ایک ایسا پلیٹ فارم بنانے کا حقیقی موقع ہے جو نہ صرف ہمارے ذاتی اثر کا اندازہ لگاتا ہے بلکہ ساری تحریک کو ایک جھڑپ سے متحد کرتا ہے۔ یہ کوئی الگ تھلک واقعات نہیں ہیں۔ ہم سب اس میں ایک ساتھ ہیں۔“

## ٹویٹر، میمز اور صاف پانی

سرگرم باحالیاتی کارکن ایمیلی ورثہ سماجی ذرائع ابلاغ کو امریکہ میں پینے کے محفوظ پانی کی پالیسی کے بارے میں خود کو دوسروں کو باخبر رکھنے کے لئے استعمال کرتی ہیں۔ عوامی مفاد کے خود مختار ادارے ”خوراک اور پانی کی نگرانی“ میں گزارے گئے سات سال کے دوران انہوں نے اپنے ادارے جیسے دوسرے اداروں میں سماجی ذرائع





Environmental activist Emily Wurth.

Wurth goes on Facebook to list events like rallies and meetings and to invite supporters to attend. In jurisdictions around the United States where people are working on safe water issues, she follows live Twitter feeds from local reporters attending the hearings. "Twitter is really popular among reporters," says Wurth. "It's a way to get access to information, but it also provides us with a forum to reach busy reporters."

Creating memes-photos with simple slogans written across the bottom-has become another powerful method of harnessing social media for environmental action. Wurth cites a change on Facebook, where people share images more often than text, as a driver of this trend. The bumper sticker of the tech generation, a well-constructed meme goes viral fast, providing a key opportunity for organizations working to raise awareness about issues like safe water. Social apps like Food & Water Watch's Tap Buddy rely on crowdsourcing to expand usability. Users input locations of water fountains to help encourage people to refill their own bottles with tap water rather than buy bottled water. When someone adds a location to the database, the app invites the user to share it on Facebook and Twitter, of course!

## Climate change and citizen scientists

The Smart Citizen project, a crowdfunding idea expanded through Kickstarter, aims to employ the power of the people to help monitor the environment. Inexpensive sensor devices mounted in urban and suburban communities around the world are tracking air quality, temperature, light, noise, humidity, and levels of the pollutants nitrogen dioxide and carbon monoxide. A multilingual online social network allows hosts to visualize their own data and compare it to others. Creators of the program hope that widespread collection of crowdsourced environmental information, particularly in urban areas, will help scientists track climate change indicators in the future. ■

Jane Varner Malhotra is a freelance writer based in Washington, D.C.

ابلاغ کے استعمال میں نمایاں ترقی دیکھی۔ دیکھتے ہیں "فیس بک پر ہمیں 79,360 لوگ پسند کرتے ہیں، مجھے اب بھی یاد ہے کہ ہم بہت بڑے جوش تھے جب یہ تعداد 10,000 تک پہنچی تھی، ہم بلاگ کے ساتھ ساتھ سوشل میڈیا کے ذریعہ لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کرتے ہیں تاکہ ہمارے پیغام کو ذرائع ابلاغ کے مرکزی دھارے میں شامل کرنے میں مدد مل سکے۔"

دیکھتے جلسوں اور مظاہروں کی فہرست تیار کرنے اور حامیوں کو شرکت کی دعوت دینے کے لئے فیس بک استعمال کرتی ہیں۔ امریکہ میں اُن علاقوں میں جہاں صاف پانی کے مسئلے پر لوگ کام کر رہے ہیں وہ ٹویٹر پر براہ راست اُن مقامی نامہ نگاروں کی خبروں کی پیروی کرتی ہیں جو عدالتی کارروائیوں میں شرکت کرتے ہیں۔ دیکھتے ہیں "ٹویٹر واقعی نامہ نگاروں میں بہت مقبول ہے۔ یہ معلومات تک رسائی کا ایک ذریعہ ہے بلکہ ہمیں مصروف نامہ نگاروں تک پہنچنے کے لئے ایک مضبوط فورم بھی فراہم کرتا ہے۔"

میر تخلیق کرنا۔ تصاویر کے نیچے سادہ نعرے درج کرنا۔ یہ سماجی ذرائع ابلاغ کو ماحولیاتی عمل کے لئے ایک اور بہت طاقتور طریقہ بن گیا ہے۔ دیکھتے فیس بک پر ایک اور تبدیلی کا حوالہ دیتی ہیں جہاں لوگ اس رجحان کے تحریک کے طور پر عبارت سے زیادہ تصاویر شامل کرتے ہیں۔ ٹیکنالوجی کی دلدلہ نسل کا اصول عمل "ایک اچھا تصویر کیا ہوا میمز انتہائی تیزی سے پھیلتا ہے۔ اُن اداروں کے لئے کلیدی موقع فراہم کرتا ہے جو صاف پانی جیسے مسائل کے بارے میں آگاہی پھیلا رہے ہیں۔" "فوڈ اینڈ واٹر واچ" کے "ٹیپ بڈی" جیسے سماجی ایشیوں کو زیادہ سے زیادہ پھیلائے کے لئے مجمع کے شعبے پر انحصار کرتے ہیں۔ صارفین لوگوں کو بوتلوں میں بند پانی خریدنے کے بجائے کنکوں سے اپنی بوتلوں کی بھرائی کی حوصلہ افزائی کے لئے پانی کے سرچشموں کی جگہوں کی معلومات دیتے ہیں۔ ظاہر ہے جب کوئی معلومات کے مخزن میں کسی جگہ کے بارے میں بتاتا ہے تو یہ ایپ استعمال کنندہ کو دعوت دیتا ہے وہ اس کو فیس بک اور ٹویٹر پر شامل کرے۔

## موسمی تغیر اور شہری سائنسدان

ذہین شہری پراجیکٹ، عوام کے چندے سے چلنے والا ایک خیال، ملک سائر کے ذریعے پھیلا جس کا مقصد لوگوں کی قوت کو ماحول کی نگرانی کے لئے استعمال کرنے میں مدد دیتا ہے۔ کم قیمت سنسر آلات جو شہری اور مضائقہ علاقوں میں نصب کئے گئے ہیں، ہوا کے معیار، درجہ حرارت، روشنی، شور، ہوا میں نمی اور نائٹروجن ڈائی آکسائیڈ اور کاربن مونو آکسائیڈ ایسے آلودہ عناصر کے کیما کی اجزاء کی درجہ بندی کر رہے ہیں۔ ایک آن لائن نیشنل انسان سماجی رابطوں کا جال جو میزبان کو موقع دیتا ہے کہ وہ اپنی معلومات دیکھ سکے اور دوسروں سے موازنہ بھی کر سکے۔ اس پروگرام کے خالق اُمید کرتے ہیں کہ عوام کے ذریعے سے حاصل ہونے والی ماحولیاتی معلومات کا مجموعہ خصوصاً شہری علاقوں میں سائنسدانوں کو مستقبل میں موسمی تبدیلی کی درجہ بندی کے اشارے دے گا۔ ■

چین وارنر مہوٹر اوٹنگٹن میں مقیم ایک آزاد پیشہ مصنف ہیں۔



# take ba

## {ONLINE} POWER

### Blogging your way to Success

#### بلاگنگ سے کامیابی کی طرف گامزن

**T**hink about it: with a quick online search, people can find out what you had for dinner last night, where you had it, and with whom. Facebook, Twitter, Foursquare, Instagram, and more allow your every move to be seen by anyone who wants to look.

But it's not always as innocuous as a plate of pasta. More and more potential employers are using the information they glean not only from a résumé, but from an online persona to decide if someone is hireable. How do you make sure your Internet presence doesn't negatively cloud your in-person presence? By starting your own blog and making a positive stamp on both the Internet...and your future.

One 20-something who has done this very thing is Jessie Rosen, author of the blog 20-Nothings. Rosen was just named one of Time magazine's 25 Most Influential Bloggers of 2013 and for good reason. Her thoughtful, often hilarious musings about the trials and tribulations of getting through her 20s have not only earned her legions of fans, but also a book deal. Rosen grew up writing and started 20-Nothings two years after college while working

ذرا اس بارے میں سوچیں۔ ایک تیز رفتار آن لائن کھوج سے لوگ یہ جان سکتے ہیں کہ کل رات آپ نے کھانے میں کیا کھایا، کہاں کھایا اور کس کے ساتھ کھایا۔ فیس بک، ٹویٹر، فوراسکوائر، انسٹاگرام اور دوسرے سماجی ذرائع ابلاغ اس بات کا موقع دیتے ہیں کہ جو بھی دیکھنا چاہے وہ آپ کی ہر حرکت دیکھ سکتا ہے۔ لیکن یہ ہر دفعہ پاستا کی ایک پلیٹ کی طرح بے ضرر نہیں ہوتا۔ اگر آج یہ فیصلہ کر لیں کہ کوئی ملازمت پر رکھے جانے کے قابل ہے تو زیادہ سے زیادہ آج ران معلومات کو صرف فراہم کردہ کوائف سے ہی نہیں بلکہ آن لائن ذرائع سے بھی جمع کرتے ہیں۔

آپ اس بات کو کیسے یقینی بنا سکتے ہیں کہ آپ کی آن لائن موجودگی آپ کی اصل شخصیت پر کوئی منفی اثر نہ ڈالے؟ اپنا ذاتی بلاگ شروع کر کے انٹرنیٹ اور اپنے مستقبل پر ایک مثبت نقش ثبت کر سکتے ہیں۔ ۲۰ سال سے کچھ اوپر، ”۲۰ تھنگز ڈاٹ روزن“ بلاگ کی مصنفہ جیسی روزن نے بالکل ایسا ہی کیا۔ روزن کو نامیگزین نے ۲۰۱۳ء میں ۲۵ء بااثر ترین بلاگز میں شامل کیا اور وہ بھی بجا طور پر۔ اپنی زندگی کی دوسری دھائی سے گزرنے کے دوران سبے جانے والے دکھوں اور آزمائشوں کے بارے میں اُن کے فکراگیزہ بلاگ اکثر زندہ دلانہ خیالات نے اُن کو نہ صرف مداحوں کا ایک ہم غیر دیا بلکہ ایک کتاب کی طباعت کا معاہدہ بھی۔ روزن لکھتے ہوئے بڑی ہنس اور ”۲۰ تھنگز“ انھوں نے کالج سے فراغت کے دو سال بعد شروع کیا جب وہ ایک فلم فیٹیول کے لیے تشریفی کام کر رہی تھیں۔ پانچ سال بعد انھوں نے اپنی ملازمت چھوڑی اور کُل وقتی لکھائی کا کام شروع کر دیا۔



# Back the

تحریر: این والز

BY ANNE WALLS

## آن لائن قوت حاصل کرلو



Jessie Rosen, author of the blog 20- Nothings.

in marketing for a film festival. Five years later, she was able to leave her day job to write full time.

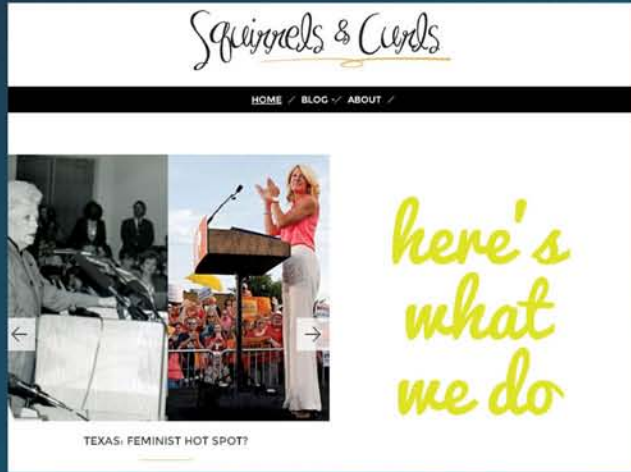
Her blog started organically. "I was writing blog post-style emails to all of my college friends, recounting my experiences dating and living in New York," Rosen says. "Unbeknownst to me, those friends were passing my emails around to other friends, who were passing them along to even more people." And a blog was born. Another young woman who has parlayed her personal experiences into an innovative blog is Lindsey Indermill, a former television producer who started a career and lifestyle blog for women called Squirrels and Curls, which she describes as "Fast Company meets Real Simple on a sugar high." Indermill's inspiration came when she noticed a gaping hole in female content in the market today. "If an alien landed in front of a newsstand and wanted to know

اُن کا بلاگ قدرتی طور پر شروع ہوا۔ روزن کہتی ہیں میں اپنے کالج کے دوستوں کو بلاگ کے اسلوب میں ای میل بھیجا کرتی تھی جن میں نیو یارک میں زندگی گزارنے کے حوالے سے تجربات بیان کرتی تھی۔ روزن کہتی ہیں میری لاطینی میں وہ دوست میری ای میلز کو آگے دوسرے دوستوں تک پہنچا رہے تھے اور وہ مزید آگے۔ یوں یہ بلاگ شروع ہوا۔

ایک اور نوجوان خاتون جنھوں نے اپنے ذاتی تجربات کو ایک نئے انداز کے بلاگ کی شکل میں ترقی دی وہ ہیں ایک سابقہ ٹیلی ویژن پروڈیوسر لنڈی سے انڈرمل، جنھوں نے عورتوں کے لیے اُن کے ذریعہ معاش اور طرز زندگی پر "اسکوائرلز اینڈ کرلز" کے نام سے بلاگ شروع کیا۔ انڈرمل کے اندر یہ تحریک اُس وقت پیدا ہوئی جب انہوں نے محسوس کیا کہ آج کی مارکیٹ میں عورتوں کے تحریر کردہ مواد کی بہت کمی ہے۔

انڈرمل کہتی ہیں کہ اگر کوئی نامانوس مخلوق اخبار کے اسٹال کے سامنے اترے، اور یہ جاننا چاہے کہ مردوں اور عورتوں کے رسالوں میں کیا فرق ہے وہ سوچے گا (بہت سے ناشرین کی طرح) کہ خواتین صرف مشہور شخصیات اور گھرداری کے بارے میں پڑھنا چاہتی ہیں۔ ایسا کوئی بڑا رسالہ نہیں ہے جو خواتین کو یہ موقع دے کہ وہ کاروباری نظم، ریسٹوران شروع کرنے، قابل اعتماد سرمایہ کار حاصل کرنے، طباعت کروانے، یا کسی حکومتی عہدے کے لیے الیکشن لڑنے کے حوالے سے بات چیت کر سکیں۔ "اسکوائرلز اینڈ کرلز" بالکل اسی کام کا بیڑہ اٹھائے ہوئے ہے۔





<http://squirrelsandcurls.com>



Lindsey Indermill, author of the career and lifestyle blog, Squirrels and Curls.

“The voice of your blog will find itself as you go, but not until you give it a chance to begin.”

”آپ کے بلاگ کی آواز خود اپنے آپ کو تلاش کر لے گی، لیکن اُس وقت تک نہیں جب تک آپ اسے شروع ہونے کا موقع نہیں دیں گے۔“

the difference between men and women from magazines alone, they would think (like many publishers do) that women only want to read about...celebrities and homemaking,” Indermill says. “There is no major magazine that offers women a chance to talk about entrepreneurship, launching a restaurant, acquiring angel investors, getting published, running for office....” Which is exactly what Squirrels and Curls has set out to do.

And it's not just the ideas for the blogs that get readers, and then Time magazine, hooked, it's the volume of information these bloggers are able to produce. “Since starting the blog in 2007,” Rosen says, “I've written at least twice a week, every week. I've maintained an audience through the 'sticky' nature of constant content. And I've allowed that audience to see every part of my life through that journey of growing up.”

In regards to the often slippery slope that overexposure can have on documenting one's every move (scandalous moves included), Rosen says: “Yes, you can be a different version of yourself online, but that will ultimately catch up with you because we don't live online, even though it often feels that way. We live in the real world where online actions have offline accountability. I think enough mortifying stories have surfaced to teach today's 20-somethings that lesson a thousand times over.”

Indermill has advice for anyone considering firing up their computer and beginning a blog of their own: “Just start the darn thing. Even if you don't have a good name, even if you can only afford a free Tumblr, even if you don't know what to say, just start publishing. Make a habit of doing it every day, twice a week, once a week-whatever you have time for-and commit to that schedule. The voice of your blog will find itself as you go, but not until you give it a chance to begin.”

Rosen echoes this sentiment: “You'll never keep it up unless it's a subject you're incredibly passionate about, and the only way to figure that out is to write what comes to you as often as you can. It doesn't matter if those are all different subjects or all the same. It matters if it's consistent and good. Stop worrying about anything but the words. And then whatever you do, don't stop!” ■

Anne Walls is a writer and filmmaker based in Los Angeles, California.

اور یہ صرف بلاگز کے لیے نئے خیالات نہیں ہیں جو قارئین اور بعد ازاں ناٹم میگزین کو اپنے ساتھ منسلک کر لیتے ہیں بلکہ معلومات کا وہ جہم ہے جو یہ بلاگز پیدا کر سکتے ہیں۔ روزن کہتی ہیں۔ 2007ء میں بلاگ شروع کرنے سے اب تک ہر ہفتے میں دو دن لکھتی ہوں۔ میں نے اس متواتر مواد کے بے ڈھنگ طرز کے باوجود اپنے قارئین کو برقرار رکھا، میں نے اپنے قارئین کو موقع دیا ہے کہ وہ بلوغت کے اس سفر کے وسیلے سے میری زندگی کا ہر گوشہ دیکھ سکتے ہیں۔

اپنی ہر چھوٹی بڑی حرکت (بشمول رٹو اکن حرکات) کو ضبط تحریر میں لانے کی بدولت بہت زیادہ نمایاں رہنے کی وجہ سے حاصل شدہ گراؤت کے حوالے سے روزن کہتی ہیں کہ آپ آن لائن اپنی ذات کا ایک الگ روپ ہو سکتے ہیں لیکن بالآخر یہ آپ کو چالے گا، کیونکہ اگرچہ ایسا کشمکش ہوتا ہے لیکن ہم ہر وقت آن لائن نہیں رہتے۔ ہم ایک حقیقی دنیا میں رہتے ہیں جہاں آن لائن عمل کا آف لائن احتساب بھی ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ زندگی کی دو دھانیاں مکمل کرنے والوں کو ہزار گنا زیادہ سبق سکھانے کے لیے کافی کہانیاں منظر عام پر آ چکی ہیں۔

اپنے کمپیوٹر کو سرگرم عمل کرنے اور اپنا ذاتی بلاگ شروع کرنے والوں کے لیے انڈرمل کے پاس ایک مشورہ ہے بس کسی بھی طرح اس کام کو شروع کریں۔ چاہے آپ کا نام اچھا نہیں ہے، چاہے آپ صرف مفت ٹمبرل (بلاگ لکھنے کا بلاقیتم پلیٹ فارم) کے ہی قائل ہو سکتے ہیں، چاہے آپ کو یہ بھی نہیں پتہ کہ آپ نے کیا کہنا ہے بس لکھنا شروع کر دیں۔ ہفتے میں روزانہ، ہفتے میں دو دن، ہفتے میں ایک دن جتنا بھی آپ کے پاس وقت ہو آپ یہ کرنے کی عادت بنالیں۔ اور پھر اپنی اس ترتیب کے ساتھ عزم سے قائم رہیں۔ آپ کے بلاگ کی آواز خود اپنے آپ کو تلاش کر لے گی، لیکن اُس وقت تک نہیں جب تک آپ اسے شروع ہونے کا موقع نہیں دیں گے۔

روزن بھی اس جذبے کی بازگشت دہراتی ہیں۔ آپ کبھی بھی اس کو جاری نہیں رکھ سکیں گے جب تک کہ موضوع ایسا نہ ہو جس کے بارے میں آپ ناقابل یقین حد تک پُر جوش ہوں۔ اس بارے میں جاننے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ اُس بارے میں لکھیں جو آپ کے من میں آتا ہے۔ اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ سب مختلف مضامین ہیں یا سب ایک جیسے ہیں۔ اس بات سے فرق پڑتا ہے کہ وہ مستقل ہو اور اچھا ہو۔ سوائے الفاظ کے اور کسی چیز کے بارے میں پریشان ہونا چھوڑ دیں اور آپ جو بھی کریں، ٹرکیں مت۔ ■

این والرز لاس اینجلس، کیلیفورنیا میں مقیم ایک مصنف اور فلم ساز ہیں۔



*social media makes the internet*

# TALKBACK

## سماجی ذرائع ابلاغ نے انٹرنیٹ کو قوت گویائی دی

Facebook, Twitter, and other social media sites turn the internet into a two-way conversation. Maybe that's why Facebook is the most visited Internet site in Pakistan.

فیس بک، ٹویٹر اور سماجی ذرائع ابلاغ کی دوسری سائٹس نے انٹرنیٹ کو بات چیت کے ذریعہ میں بدل دیا ہے۔ شاید اسی لیے فیس بک پاکستان میں سب سے زیادہ استعمال کی جانے والی سائٹ ہے۔

تحریر: راحت یاسمین

by Rabat Yasmeeen



There are 10 million Facebook users in Pakistan, and 85% of them are under 25 years old. There are an estimated 2.8 million Twitter users in Pakistan. Despite the relatively low numbers of social media users for a country with a population of 190 million people, many social media users in Pakistan are influential.

Governments around the world are using social media for engaging with people, analyzing problems, and promoting tourism, diplomacy, and disaster preparedness. U.S. Embassy Islamabad has 1.5 million Facebook fans and 29,000 Twitter followers who look to this social media presence for the latest Embassy scholarship news, visa chats, and information about upcoming events. The Embassy is working on different upcoming exciting programs for its social media audience. Volunteers who are interested in spreading the word can write to the social media team at [infoisb@state.gov](mailto:infoisb@state.gov) or send us a tweet! ■

Rabat Yasmeeen is the Social Media Specialist for U.S. Embassy Islamabad.

پاکستان میں فیس بک کے ایک کروڑ صارفین ہیں۔ اُن میں سے 85 فیصد بچپن سال سے کم عمر کے ہیں۔ پاکستان میں ٹویٹر کے استعمال کنندگان اندازاً 28 لاکھ ہیں۔ باوجود اس کے کہ 19 کروڑ کی آبادی والے ملک میں سماجی ذرائع ابلاغ استعمال کرنے والوں کی یہ تعداد نسبتاً کم ہے، بہت سے صارف بااثر ہیں۔

دنیا بھر میں حکومتیں، لوگوں کو ساتھ شامل کرنے، مسائل کے تجزیے، سیاحت کے فروغ، سفارتکاری اور ناگہانی آفات سے نمٹنے کے لیے سماجی ذرائع ابلاغ استعمال کر رہی ہیں۔ اسلام آباد میں امریکی سفارت خانہ کے پندرہ لاکھ فیس بک مداح اور انتیس ہزار ٹویٹر پیروکار ہیں، جو ان سماجی ذرائع ابلاغ کی موجودگی کو سفارتخانے کے وظائف کے حوالے سے تازہ ترین خبروں، ویژہ کے بارے میں معلومات اور آئندہ ہونے والوں پروگراموں کے لیے دیکھتے ہیں۔ سفارتخانہ اپنے سماجی ذرائع ابلاغ کے حاضرین کے لیے آئندہ ہونے والے چند سنسنی خیز پروگراموں پر کام کر رہا ہے۔ وہ رضاکار جو اس کو پھیلانا چاہتے ہیں وہ ہماری سماجی ذرائع ابلاغ کی ٹیم کو [infoisb@state.gov](mailto:infoisb@state.gov) یا ہمیں ٹویٹ کریں۔ ■

راحت یاسمین امریکی سفارتخانے میں سماجی ذرائع ابلاغ کی ماہر کے طور پر کام کر رہی ہیں۔



پ کو نقصان پہنچا سکتا ہے

# SHA

تحریر: ہاورڈ سٹیکوٹا

“Remember, you may be among friends, but you are also in public. People you don't necessarily know are watching.”

یاد رکھیں آپ دوستوں کے درمیان ہو سکتے ہیں، لیکن آپ عوام میں بھی ہیں۔  
وہ لوگ آپ کو دیکھ رہے ہیں جن کو ضروری نہیں کہ آپ جانتے ہوں۔



# what you ARE ONLINE can hurt you

by Howard Cincotta

Imagine that someone you may not even know is eager to find out more about you. Now take a long, hard look at your online presence, from blog entries to Facebook and mobile phone apps.

How much personal information is available that could be used against you? Are there materials, including pictures, that could be embarrassing to you or hurtful to others? Are financial data accessible? Do you have too many unknown or sketchy "friends?"

The commonsense bottom line for living and thriving in a social media world is this: always assume that anything you post online is 1) pretty much permanent, and 2) largely accessible to anyone with a computer or mobile device and the willingness to invest the time in tracking down your data.

## PAUSE BEFORE POSTING

The issue of social media safety isn't so much the basics-strong passwords, firewalls, and avoiding scams-but more taking a broader and more active role in managing your online identity. Why? Because who you are online and in social media is increasingly as important to your career advancement as are the facts of your education and experience.

The dark side of social media is more than theoretical. Ten percent of Indians, 8 percent of Americans, and 16 percent of Chinese between ages 16 and 24 reported being rejected for a job because of comments or images posted on their online or social media profiles, according to the Young People's Consumer Confidence Index compiled by On Device Research. Those numbers drop slightly for those in the 25 to 34 age category.

But there is a disconnect here between perceptions and reality. The survey also indicated that two-thirds of young people are not worried about the impact of social media on their future career prospects-and are much more likely to use social media to impress their friends than potential employers.

Life online moves at the speed of a finger tap, and one of the most useful steps you can take is to pause before posting. Sharon Gaudin of Computerworld quoted this advice from analyst Dan Olds: "One approach is to ask yourself if you'd wear a T-shirt with the details you've posted about yourself. If you would, then you're probably okay. But if that thought makes you cringe, then you'd better reevaluate what you're putting on the web."

ذرا تصور کریں کہ کوئی شخص جس کو آپ جانتے بھی نہیں آپ کے بارے میں جاننے کو بے تاب ہے۔ اب ایک طویل اور گہری نظر انٹرنیٹ پر اپنی موجودگی، فیس بک پر اپنے بلاگز کے اندراج اور موبائل فون ایپس پر ڈالیں۔

کتنی ذاتی معلومات دستیاب ہیں جو آپ کے خلاف استعمال ہو سکتی ہیں؟ کیا بشمول تصویروں کے کچھ ایسا مواد ہے جو آپ کے لیے شرمندگی اور دوسروں کے لیے تکلیف کا باعث ہو سکتا ہے؟ کیا مالیاتی اعداد و شمار قابل رسائی ہیں؟ کیا آپ کے بہت زیادہ انجان یا سرسری "دوست" ہیں؟ باہمی میل جول کے ذرائع ابلاغ (سوشل میڈیا) کی دنیا میں رہنے اور پھلنے پھولنے کے لیے ایک عام فہم بنیادی بات یہ ہے کہ آپ یہ مان لیں کہ آپ آن لائن جو کچھ بھی مشترک کرتے ہیں وہ اول، کافی حد تک مستقل ہے اور دوئم، کسی ایسے شخص تک اُس کی بہت حد تک رسائی ممکن ہے جس کے پاس کمپیوٹر یا موبائل آلہ ہے اور جو آپ کی معلومات تک پہنچنے کے لیے وقت صرف کرنے پر رضامند ہو۔

## مشہر کرنے سے پہلے ذرا ٹھہریں

سماجی ذرائع ابلاغ کے تحفظ کا مسئلہ بنیادی باتوں کے حوالے سے اتنا نہیں ہے بلکہ مضبوط "پاس ورڈ"، "فائر والز"، یا اسکینرز سے بچاؤ بلکہ اپنی شناخت محفوظ رکھنے کے لیے ایک وسیع اور فعال کردار ادا کرنا ہے۔ کیوں؟ کیونکہ آپ آن لائن کیا ہیں، اور سماجی ذرائع ابلاغ میں کیا ہیں، یہ آپ کے پیشہ ورانہ زندگی کی ترقی کے لیے اُستے ہی ضروری ہیں جتنا کہ آپ کی تعلیم اور تجربہ کے کوائف۔

سماجی ذرائع ابلاغ کا تاریک پہلو ایک قیاس سے زیادہ ہے آن ڈیوٹس کی جانب سے نوجوان افراد کے صارفین کے اعتماد کے اشاریہ کے مطابق دس فیصد بھارتیوں، آٹھ فیصد امریکیوں، اور سولہ فیصد چینیوں کو جن کی عمریں سولہ اور چوبیس سال کے درمیان تھیں آن لائن اور سماجی ذرائع ابلاغ کے خاگوں پر مشہر کرنے والی آراء اور تصاویر کی وجہ سے نوکریاں دینے سے انکار کیا گیا۔ بچپن اور چونتیس سال کی عمر کے زمرے میں آنے والے افراد کی تعداد اس معاملے میں نسبتاً کم تھی۔ لیکن یہاں تاثر اور حقیقت کے درمیان کوئی رابطہ نہیں ہے۔ جائزے میں اس بات کی طرف بھی اشارہ تھا کہ دو تہائی نوجوان اپنے آئندہ پیشہ ورانہ زندگی پر سماجی ذرائع ابلاغ کے اثرات کے بارے میں فکر مند نہیں ہیں اور اس بات کا احتمال ہے کہ وہ سماجی ذرائع ابلاغ کو ممکنہ آجروں کے بجائے اپنے دوستوں کو متاثر کرنے کے لیے استعمال کریں۔ آن لائن زندگی انگلی کے ایک ہلکے سے دباؤ کی رفتار سے چلتی ہے اور ایک بہت مفید قدم جو آپ اٹھا سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ آپ مشہر کرنے سے پہلے چند لمحوں کے لیے رُک جائیں۔ کمپیوٹر ورلڈ کی شیرون گوڈن کے مفید مشورے کو تجربہ کار ڈین الڈز نے یوں بیان کیا ہے۔ ایک انداز یہ بھی ہے کہ آپ خود سے یہ پوچھیں کہ کیا آپ ایسی ہی شرٹ پہنیں گے جس کے اوپر وہ سب تفصیلات چھپی ہوں جو آپ نے اپنے بارے میں آن لائن مشہر کی ہیں؟ اگر آپ ایسا کر سکتے ہیں تو پھر آپ غالباً صحیح ہیں، لیکن اگر یہ خیال آپ کو پریشان کرتا ہے تو بہتر ہے کہ آپ ایک دفعہ پھر اس کا تجزیہ کر لیں جو آپ ویب پر مشہر کرنا چاہ رہے ہیں۔



## MANAGING ONLINE IDENTITY

The answer to these dangers is not, of course, to avoid social media, but to be smart about them. One reason is how people use search engines. Studies show that 73 percent click on the first link in a Google search, and only 4.4 percent on the sixth link, according to Leslie Hobbs of Reputation.com, which manages the online status and reputation of firms and individuals alike. "You have a very small window to be recognized," says Hobbs.

If that silly party picture is the first thing that pops up in a search of your name, you have a problem. Time to create a more positive professional presence, and push the negative stuff deeper down in the search results.

The Internet offers ample resources to shape and manage your digital presence. Reputation.com notes several useful ones, starting with Google's "Me on the Web," which will notify you when you appear or your personal information is published online. Technorati provides a comprehensive index of the blogosphere where you can see your site's scope and impact. Tools such as SocialMention and Hootsuite let you manage multiple social media and blogging sites, while TweetBeep will track you on Twitter by the hour. For anyone with a business, product or other online endeavor, don't forget to check reviews on sites like Yelp, eBay, and Amazon.

## COPS AND CRIMINALS

Two important groups with very different interests are active in social media: scam artists and law enforcement. The biggest online threat isn't necessarily that someone will crack your password, but that you will inadvertently give out critical information-like announcing your vacation dates on Facebook, or posting too much specific information about yourself.

And don't forget your smartphone. Its geo-location capability is a nifty tool that cuts both ways: If your friends know exactly where you are, so do strangers.

Just as you need to be alert on an unfamiliar street, you can't afford to be lulled online by falling for phishing attempts to gain personal or financial data, or clicking automatically on an unknown link. Among the myriad of scams out there at the moment, for example, the U.S. State Department has highlighted one involving calls to grandparents or relatives falsely claiming that a young family member traveling abroad has had an accident or faces arrest and needs money wired immediately.

For the police, social media are both a concern and an opportunity. A remarkable number of criminals have been arrested because they posted online images and accounts of their activities. According to research commissioned by LexisNexis in 2012, the top use of social media among law enforcement users is for crime investigations, followed distantly by crime anticipation.

The lesson is clear: Stay engaged, positive, creative, even funny with your favorite social media sites as networking is invaluable. But it's a big online world out there, so stay safe too. ■

Howard Cincotta is a U.S. State Department writer and editor.

## آن لائن شناخت کی نگرانی

ظاہر ہے ان خطرات کا جواب سماجی ذرائع ابلاغ سے کنارہ کشی نہیں ہے، بلکہ اُن کے حوالے سے ذہانت سے کام لینا ہے۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ لوگ کس طرح تلاش کے ذریعے "سرچ انجن" استعمال کرتے ہیں۔ مطالعے میں آیا ہے کہ تہتر فیصد لوگ گوگل پر پہلے "لنک" پر کلک کرتے ہیں، اور 4.4 فیصد لوگ چھٹی کڑی پر۔ اداروں اور افراد کی حالت اور شہرت کی آن لائن نگرانی کرنے والے ایک ادارے رینپوشن ڈاٹ کام کی لیزرلی ہویر کے مطابق ہویر کہتی ہیں آپ کے پاس پہچان کے لئے بہت چھوٹی سے کھڑکی ہے۔ اگر کسی دعوت میں لی گئی ایک فضول سی تصویر وہ پہلی چیز ہے جو آپ کے نام کی تلاش پر ابھرتی ہے تو پھر آپ کے لیے مسئلہ ہے۔ اب وقت ہے کہ آپ اپنی زیادہ مثبت پیشہ ورانہ وضو تخلیق کریں اور منفی مواد کو تلاش کے نتائج میں کہیں گہرائی میں دھکیل دیں۔

اپنی آن لائن موجودگی کی وضع اور نگرانی کے لیے انٹرنیٹ آپ کو افراد ذرائع فراہم کرتا ہے۔ رینپوشن ڈاٹ کام ایسے کئی مفید ذرائع کی نشاندہی کرتا ہے، ابتداء میں گوگل کا "می آن دی ویب" ہے جو آپ کو فوراً اطلاع دیا جب آپ کی ذاتی معلومات کو آن لائن شائع کیا جاتا ہے۔ ٹیکنوریٹی، بلاگ سٹیر کی ایک جامع فہرست مضامین فراہم کرتا ہے جہاں آپ اپنی سائٹ کا اثر اور دسترس دیکھ سکتے ہیں۔ سوشل مینشن اور بوٹ سوٹ جیسے ذریعے آپ کو مختلف بلاگنگ سائٹس اور سماجی ذرائع ابلاغ کا انتظام کرنے کا موقع دیتے ہیں، جبکہ "ٹویٹ بیپ" گھنٹے کے حساب سے آپ کی ٹویٹس پر کھوج رکھتا ہے۔ کوئی بھی انسان جس کا آن لائن کاروبار، مصنوعات یا دوسری کاوشیں ہیں، وہ "لیپ" "ای بی" اور "ایمازون" جیسی سائٹس پر تبصرے دیکھنا نہ بھولے۔

## پولیس اور مجرم

وہ اہم گروپ جو بہت مختلف مفادات کے ساتھ میل جول کے ذرائع ابلاغ پر بہت فعال ہیں جہلنازک اور قانون نافذ کرنے والے ہیں سب سے بڑا آن لائن خطرہ یہ نہیں کہ کوئی آپ کے پاس ورڈ پر نقب لگالے گا، بلکہ یہ کہ آپ بے خبری میں اپنے بارے میں اہم معلومات دے سکتے ہیں۔ جیسے کہ فیس بک پر اپنی چھٹیوں کی تاریخیں یا پھر اپنے بارے میں بے تحاشہ ذاتی معلومات مشتہر کرنا۔ اپنے سمارٹ فون کو ڈیجیٹل آپ کے اضی مقام کی نشاندہی کا ذریعہ دودھاری تلوار ہے، اگر آپ کے دوست یہ جانتے کہ آپ عین کس جگہ موجود ہیں تو یہ بات اغلی بھی جانتے ہیں۔ بالکل جیسے آپ کو ایک نامانوس گلی میں چوس رہنا ہوتا ہے، اسی طرح ذاتی یا مالیاتی مواد تک غیر قانونی رسائی اور ایک انجان لنک پر خود کار طریقے سے کلک کرنے پر آپ خاموش رہنے کے قائل نہیں ہو سکتے۔ اس وقت امریکی محکمہ خارجہ نے بے شمار انٹرنیٹ جہلنازیوں میں جس کی مثال دی ہے، وہ ہے آپ کے بزرگوں یا رشتہ داروں سے غلط بیانی کر کے یہ دعویٰ کرنا کہ خاندان کا کوئی نوجوان فرد بیرون ملک سفر کے دوران حادثے کا شکار ہو گیا ہے یا اُس کی گرفتاری کا خطرہ ہے اور اُسے فوری طور پر تار کے ذریعے رقم بھیجی جائے۔ پولیس کے لیے سماجی ذرائع ابلاغ بیک وقت تردد بھی ہے اور ایک موقع بھی۔ ان کی مدد سے غیر معمولی تعداد میں مجرموں کو گرفتار کیا گیا کیونکہ انھوں نے آن لائن اپنی سرگرمیوں کی تصاویر اور بیانات مشتہر کئے تھے۔ لیکس نیکس کی جانب سے 2012ء میں کی گئی تحقیق کے مطابق سماجی ذرائع ابلاغ کا چوٹی کا استعمال جرائم کی تفتیش کے لیے ہوتا ہے اور اُس سے کافی پیچھے جرائم کی پیش بندی ہے۔

سبق بالکل واضح ہے کہ خود کو مصروف، مثبت، اور تخلیقی رکھیں اور اپنے پسندیدہ سماجی ذرائع ابلاغ سائٹس پر فنی مذاق بھی کریں کیونکہ مربوط رہنا اہم عمل ہے۔ لیکن وہاں باہر ایک بہت وسیع آن لائن دُنیا ہے اس لئے خود کو محفوظ بھی رکھیں۔ ■

بارورڈ سیکورٹا امریکی محکمہ خارجہ میں مصنف اور مدیر ہیں۔



# tweets & status updates FOR A CAUSE

ایک نصب العین کیلئے  
ٹویٹس اور اسٹیٹس اپ ڈیٹس

BY CARRIE LOEWENTHAL MASSEY

Activists FIGHTING  
GENDER VIOLENCE  
use social media to  
further their cause

COURTESY PHOTO

صنّی بنیادوں پر روارکھا جانے والے تشدد کے خلاف  
لڑنے والے سرگرم کارکن اپنے مقصد کو آگے بڑھانے کے لئے  
باہمی میل جول کے ذرائع ابلاغ استعمال کرتے ہیں

تحریر: کیری لووین تھل میسی

**S**ure, you go on Facebook to see what your friends are up to. And you may tweet your thoughts on a great article you just read. But social media offers so much more, including a platform to speak out on some of the most important issues of the day, like the fight against gender violence.

بے شک آپ فیس بک پر جائیں اور دیکھیں کہ آپ کے دوست کیا کر رہے ہیں اور آپ حال ہی میں پڑھے جانے زبردست مضمون کے بارے میں اپنے خیالات ”ٹویٹ“ کر سکتے ہیں لیکن سماجی ذرائع ابلاغ کے پاس دینے کے لئے اس سے کہیں زیادہ ہے، بشمول ایک پلیٹ فارم کے جس پر آپ آج کل کے اہم مسئلے پر بات کر سکتے ہیں جیسے کہ صنفی تشدد کے خلاف جنگ۔





In recent years, Facebook and Twitter have become launching pads for anti-violence campaigns and centers of conversation on how to make the world a safer place for women.

"A [Twitter] hashtag that takes off and gets people talking, people who wouldn't necessarily talk about this stuff, is really powerful. I find people stumble upon issues by seeing hashtags in their feeds, so it's effortless. Then they can jump in and learn quickly," says Nancy Schwartzman, a New York City-based filmmaker and activist against gender violence.

Schwartzman runs The Line Campaign, a movement led by young people that uses film, social media, a blog, and more to help end gender violence. The project stems from Schwartzman's first film, "The Line," which was released in 2009 and chronicles her personal experience with sexual assault.

To draw people to The Line Campaign, she uses Twitter along with blogging and in-person events. "I've worked on other campaigns where Facebook pages have been good, but in general I think Twitter is more fluid and people are used to talking to people they don't know on it. Facebook is a little more closed. On Twitter, if you have a good moderator for a discussion, it'll be a good conversation and people will jump in," she says.

The Line Campaign's presence on social media-the Twitter handle @thelinecampaign has more than 5,700 followers-caught the attention of someone who encouraged Schwartzman to enter a White House-sponsored competition to create a mobile app that helps prevent sexual violence. Schwartzman, along with others, created the Circle of 6 app, which enables people, when they find themselves in threatening situations, to connect instantly and seamlessly to six chosen friends. Pre-written text messages let users request rides home, ask friends to call them to create interruptions, or alert their circles that they are in trouble and need help. The app was one of the two winners at the competition and is used all over the world, with people in India downloading it the fastest of any population outside of the United States.

حالیہ برسوں میں فیس بک اور ٹویٹر تشدد مخالف جدوجہد شروع کرنے کے پلیٹ فارم اور ان مباحثوں کا مرکز بن گئے ہیں کہ دنیا کو کس طرح خواتین کے لئے ایک محفوظ جگہ بنایا جاسکتا ہے۔ نیویارک شہر میں قائم ساز اور صنفی تشدد کے خلاف ایک سرگرم کارکن نیسی شوارز مین کہتی ہیں کہ (ٹویٹر) بیش ٹیک (#) جس کے ذریعے لوگوں کو اس مسئلے پر بات کرنے پر مائل کیا جاسکتا ہے جس کے بارے میں ضروری نہیں کہ وہ بات کرنا چاہیں، یہ بہت طاقتور چیز ہے۔ میں نے یہ تجربہ کیا ہے کہ لوگ بیش ٹیک کے ذریعے اتفاقاً کسی مسئلے کے بارے میں جان لیتے ہیں یہ اتنا ہی آسان ہے پھر آپ ساتھ شامل ہو سکتے ہیں اور جلد کچھ لیتے ہیں۔

شوارز مین، نوجوان لوگوں کی زیر قیادت "دی لائن کمپین" کے نام سے ایک تحریک چلاتی ہیں جو صنفی تشدد کو ختم کرنے میں مدد دینے کے لئے فلم، سماجی ذرائع ابلاغ، بلاگ اور دوسرے ذرائع استعمال کرتی ہے۔ اس منصوبے کی ابتداء شوارز مین کی 2009ء میں نمائش کے لئے پیش کی جانے والی پہلی فلم "دی لائن" سے ہوئی جو ان پر مجرمانہ حملے کے ذاتی تجربے کی سرگزشت ہے۔

لوگوں کو "دی لائن کمپین" کی طرف مائل کرنے کے لئے وہ ٹویٹر کے ساتھ بلاگنگ اور ذاتی شرکت والے پروگرام استعمال کرتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں میں نے دوسری مہمات پر کام کیا جن میں فیس بک صفحات اچھے رہے لیکن میرا عمومی خیال ہے کہ ٹویٹر زیادہ رواں ہے اور لوگ ان لوگوں سے بات کرنے کے عادی ہو گئے ہیں جن کو وہ نہیں جانتے، فیس بک قدرے سختی ہوئی ہے۔ ٹویٹر پر اگر آپ کے پاس بحث کرنے کے لئے اچھا ثالث ہو تو وہ ایک اچھی گفتگو ہوگی اور لوگ اس میں شامل ہوں گے۔

دی لائن کمپین کی سماجی ذرائع ابلاغ پر موجودگی ٹویٹر پیڈل @thelinecampaign نے جس کے ستاؤں سے زیادہ پیرکار ہیں، کسی ایسے شخص کی توجہ حاصل کر لی جس نے شوارز مین کی حوصلہ افزائی کی کہ وہ وائٹ ہاؤس کے تعاون سے ہونے والے ایسے موبائل ایپ تخلیق کرنے والے مقابلے میں حصہ لیں جس کی مدد سے جنسی تشدد کا تذکرہ کیا جاسکے۔ شوارز مین نے چند افراد کے ساتھ مل کر "مرکل آف 6 ایپ" (6 کا دائرہ) تخلیق کی، جو لوگوں کو اس قابل کرتی ہے کہ جب وہ خود کو مشکل حالات میں گھرا محسوس کریں تو فوری طور پر براہ راست اپنے چھ چھید دوستوں سے رابطے میں آجائیں۔ پہلے سے لکھے گئے پیغامات کے استعمال سے گھر پہنچانے کی التجا کی جاسکتی ہے، دوستوں سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ فون کر کے خلل اندازی کریں یا پھر اپنے حلقوں کو ہوشیار کیا جاسکتا ہے کہ وہ مصیبت میں ہیں اور ان کو مدد کی ضرورت ہے۔ یہ ایپ مقابلہ جیتنے والے دو ایپس میں سے ایک تھا اور یہ دنیا بھر میں استعمال ہو رہا ہے اور امریکہ سے باہر کسی بھی آبادی میں اس کو سب سے زیادہ تیزی سے بھارتی باشندے ڈاؤن لوڈ کر رہے ہیں۔



Schwartzman continues to use Twitter to keep the dialogue going about violence against women. She organizes Tweet Ups, conversations that take place on the social media site, which she publicizes by reaching out to a high-profile partner, such as the United Nations, and then telling 50 people she knows. As those 50 people share on their Twitter feeds, the participant list grows.

"I have done a bunch of Tweet Ups about the safety of women in India, mobile technology, and women's safety and sexism," Schwartzman says.

Like Schwartzman, Holly Kearn, a Washington, D.C.-based activist, uses social media to fight gender violence. Kearn founded Stop Street Harassment, an organization devoted to ending the kinds of public behavior that humiliate and victimize women—catcalls, indecent exposure, and other actions that intimidate and limit people's safe access to public spaces.

Kearn uses Facebook to create pages for events she is hosting and share content from her blog, and she uses Twitter to broadcast upcoming gatherings, host tweet chats, and connect with people worldwide who are sharing street harassment stories. She says there are positives and negatives to social media use, but that in general she finds the advantages are greater.

"I think street harassment is such a complex issue that it can be hard to discuss it through Twitter where you have to be so short. A lot of nuances are lost. ... But [through story-sharing on social media] you see that gender violence and street harassment are problems in every country and we can speak out and amplify each other's voices. That's very, very powerful," she says.

Schwartzman agrees, saying social media is an important component of fighting gender violence and furthering other social causes.

"We need boots on the ground, people signing and creating petitions, and all the in-person work. If social media can benefit social causes too, then great. Some people call [social media activism] 'slacktivism,' like it's not the same as being on the ground, but I don't think that's useful. We need all hands on deck," she says. ■

Carrie Loewenthal Massey is a New York City-based freelance writer.

## MY IDEA FOR MAKING MY HOME, VILLAGE OR CITY safer for women

By Beenish Siddique Alvi

Safety is a synonym for survival for women, and the human history is evidence of this. Women being the delicate creation of God require strong protection to withstand with all the challenges which she endures naturally.

A woman can feel secure wherever she goes or resides by means of education and awareness, because if she is educated, she can be a mother to a sophisticated generation who will know the basic etiquette of humanity. To invoke awareness among the male members of the society about their natural and worldly duties toward females is a need of the time, and media and social organizations can play a vital role to educate them in this regard. A home is a woman's kingdom and if she is being provided with her due status and sense of security from her family members, home can be a heaven to her and it can serve as a key to unlock her true potential in making this world a true heaven to mankind. ■

Beenish Siddique's essay was the winner article for our Facebook essay contest on Gender based Violence: 16 days of Activism.

شواریز مین نے خواتین پر تشدد کے بارے میں بحث جاری رکھنے کے لئے ٹویٹر کا استعمال برقرار رکھا ہوا ہے۔ وہ ٹویٹ ایپس اور فیس بک کا استعمال کرتی ہیں جو سماجی ذرائع ابلاغ سائٹس پر منعقد کیے جاتے ہیں جن کی تشہیر وہ مشہور شرکت دارنک رسائی حاصل کر کے کرتی ہیں جیسا کہ اقوام متحدہ اور پھر اپنے 50 جاننے والوں کو بتا کر اور جیسے جیسے وہ 50 لوگ اس کو اپنے ٹویٹر پر شامل کرتے جاتے ہیں، شرکاء کی فہرست بڑھتی جاتی ہے۔

شواریز مین کہتی ہیں "میں نے بھارت میں خواتین کے تحفظ، موبائل ٹیکنالوجی اور خواتین کے تحفظ اور جنسی تعصب پر چند ٹویٹ ایپس کئے ہیں۔ شواریز مین کی طرح واشنگٹن میں مقیم سرگرم کارکن ہولی کینرل بھی سماجی ذرائع ابلاغ کو جنسی تشدد کے خلاف استعمال کرتی ہیں۔ کینرل نے "سٹاپ سٹریٹ ہراسمنٹ" (سڑکوں پر ایذا رسانی روکو) نامی تنظیم کی بنیاد رکھی جو خواتین کی سرعام تذلیل، ہدف بنانے، آزار کسنا، نامناسب حرکات اور دوسری حرکتیں جو خوفزدہ کرتی ہیں اور عوامی جگہوں تک لوگوں کی محفوظ رسانی محدود کرنے والے ردیوں کے خاتمے کے لئے وقف ہے۔

کینرل اپنے میزبانی میں ہونے والے پروگراموں کی تشہیر اور اپنے بلاگ کے مواد کو پھیلانے کے لئے فیس بک استعمال کرتی ہیں اور ہونے والے اجتماعات کو نشر کرنے، ٹویٹ بات چیت کی میزبانی اور دنیا میں ان لوگوں سے رابطہ کرنے کے لئے جو سڑکوں پر ہراساں کئے جانے کے واقعات شیئر کرتے ہیں۔ وہ کہتی ہیں سماجی ذرائع ابلاغ کے استعمال میں مثبت اور منفی دونوں پہلو ہیں لیکن عمومی طور پر ان کا تجزیہ ہے کہ فائدے زیادہ ہیں۔

وہ کہتی ہیں "میرا خیال ہے سڑکوں پر ایذا رسانی ایک اتنا پیچیدہ مسئلہ ہے کہ اس پر ٹویٹر کے ذریعے بحث نہیں ہو سکتی، جہاں آپ کو بہت مختصر بات کرنا ہوتی ہے۔ بہت سے باریک نکات رہ جاتے ہیں لیکن (سماجی ذرائع ابلاغ پر کہانی میں شرکت) آپ دیکھتے ہیں کہ صنفی تشدد اور سڑکوں پر ایذا رسانی کے مسائل ہر ملک میں ہیں، ہم گھل کر بات کر سکتے ہیں اور ایک دوسرے کی آوازوں کو مضبوط کر سکتے ہیں۔ یہ بہت زیادہ طاقتور ہے۔

شواریز مین اس بات سے بھی متفق ہیں کہ سماجی ذرائع ابلاغ صنفی تشدد کے خلاف جنگ اور دوسرے سماجی مقاصد کو آگے بڑھانے کا ایک اہم جزو ہیں۔

وہ کہتی ہیں ہمیں مضبوطی سے زمین پر قدم رکھنے ہیں، لوگ عرضداشتیں تخلیق کرتے ہوئے، دستخط کرتے ہوئے اور ذاتی حیثیت میں ہونے والا سارا کام۔ اگر سماجی ذرائع ابلاغ سماجی مقاصد کو بھی فائدہ پہنچا سکتے ہیں تو یہ زبردست بات ہے۔ کچھ لوگ سماجی ذرائع ابلاغ کی فعال پذیری کو سستی اور کاہلی سے تعبیر کرتے ہیں جیسا کہ یہ حقیقی زندگی سے مختلف ہے۔ لیکن میں نہیں سمجھتی کہ یہ کارآمد نہیں ہے۔ ہمیں تمام وسائل بروئے کار لانے چاہئیں۔ ■

کیری لووین تھل نیویارک میں مقیم ایک آزاد پیشہ مصنف ہیں۔

## اپنے گھر، گاؤں یا شہر کو خواتین کیلئے زیادہ محفوظ بنانے کا میرا تصور

تحریر: بینش صدیق ملوی

تحفظ خواتین کی بقا کے مترادف ہے اور تاریخ انسانی اس امر کی شاہد ہے۔ عورت کو خدا کی ایک نازک مخلوق ہونے کے ناطے ان تمام چیلنجوں سے حفاظت کیلئے مضبوط تحفظ کی ضرورت ہے جنہیں انھیں قدرتی طور پر برداشت کرنا پڑتا ہے۔ ایک عورت جہاں بھی جاتی ہے یا رہتی ہے، وہاں وہ اپنی تعلیم اور آگاہی کے ذریعے خود کو محفوظ محسوس کرتی ہے۔ کیونکہ اگر وہ تعلیم یافتہ ہے تو وہ ایک ایسی مہذب نسل کی ماں بن سکتی جو انسانیت کے بنیادی آداب سے واقف ہوگی۔ اسے معاشرے میں مرد حضرات کے صنف نازک حوالے سے ان کے شایان شان قدرتی اور بنیادی فرائض کا احساس دلا نا وقت کی ضرورت ہے، اور مردوں میں اس بات کا شعور اجاگر کرنے میں میڈیا اور سماجی تنظیمیں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ گھر عورت کی سلطنت ہے اور اگر خاندان کے افراد اسے استحقاق رتبہ اور تحفظ کا احساس مہیا کریں تو وہ گھر اس کیلئے جنت نظیر بن جائے گا اور اس دنیا کو نئی نوع انسان کیلئے صحیح معنوں میں جنت بنائے کیلئے عورت کی اصل استعداد کو بروئے کار لانے میں معاون ثابت ہوگا۔

بینش صدیق کے مضمون نے صنفی بنیادوں پر ردائے جانے والے تشدد کی خلاف ورزی ۱۶ روزہ ہم کے حوالے سے ہمارے فیس بک مضمون نویسی مقابلہ جیتا۔





# MARKET

## فلموں کی تشہیر کا نیا انداز

By Michael Gallant

تحریر: مائیکل گیلنٹ



20 KHABR-O-NAZAR



Hollywood studios engage audiences  
through Twitter, Facebook, and  
beyond

ہالی وڈ اپنے ناظرین سے ٹویٹر، فیس بک اور دیگر ذرائع سے رابطہ رکھتا ہے



# MARKETING MOVIES THE NEW WAY



**E**arlier this year, visitors to certain shopping malls in Europe were treated to a technological surprise—large digital screens displaying adorable, yellow, computer-animated creatures that could be controlled via shoppers' mobile phones.

Once a mall-goer texted an instruction for the playful, on-screen Minions to play or dance, wrestle or build, the virtual creatures would execute the command with slapstick charm. Afterwards, the people who texted the commands would be thanked by name on screen—and receive a text message containing a web link, allowing them to share the resulting personalized Minion movie via their Facebook or Twitter accounts.

A creative public art installation? Not completely—rather, this feat of interactive media was a strategic marketing campaign, designed to fan the hype for the Hollywood movie “Despicable Me 2.” And when it comes to using technology and social media to spread the word about films, such endeavors are just the beginning. In fact, the degree to which social media has reinvented the way that movies are marketed to the public can't be overstated, says New York filmmaker and film teacher Cheyenne Picardo. “At this point, Hollywood studios and independent filmmakers are starting to use networking sites almost as if the movie was a person, as opposed to a thing, a creative work,” she says. “A movie is likely to have accounts on Tumblr, Twitter, Facebook, and elsewhere, and to interact with fans and followers almost from a first-person perspective.” Many movies, especially those created by independent filmmakers, are even foregoing traditional websites entirely, Picardo says, adding that they are opting rather to interact with fans directly via social media.

Diving into the world of social media has brought huge results for film companies looking to make an impact. The worldwide blockbuster “Twilight” trilogy set a record as one of the first movies to hit over 1 million followers on its Twitter account. Similarly, the latest installment in the equally massive “Hunger Games” series had over 10 million “likes” on its Facebook page—a full two months before the movie even arrived in theaters. When it comes to social marketing, the “Hunger Games” series has pushed the envelope even further, recreating elements of the story online via its own

اس سال کے اوائل میں یورپ کے کچھ مخصوص شاپنگ مالز میں جانے والوں کو فنی عجوبہ دکھا کر حیرت زدہ کر دیا گیا۔ وسیع اسکرینوں پر پیلے، قابل سناس، کمپیوٹر سے متحرک مخلوق کو خریدار کے موبائل فون کے ذریعے سے کنٹرول کیا جاسکتا تھا۔ ایک دفعہ شاپنگ مال جانے والے کسی شخص نے ٹی وی اسکرین پر نمودار ہونے والے ان چنچل مانتوں کو ایک ٹیکسٹ میسج کے ذریعے کھیلنے یا تاپنے، پہلوانی یا تعمیر کرنے کی ہدایت دی، اس خیالی مخلوق نے مسخرانہ دلکشی کے ساتھ ان احکامات کی تعمیل کی۔ بعد ازاں جن لوگوں نے احکامات ٹیکسٹ کے ذریعے بھیجے تھے اسکرین پر ان کے نام دکھا کر ان کا شکریہ ادا کیا گیا اور ان کو ایک پیغام ارسال کیا گیا ہے جس میں ایک ویب لنک تھا جو ان کو اس بات کا موقع دیتا تھا کہ وہ اپنے چہیتہ کردار کی فلم کو اپنے فیس بک اور ٹویٹر اکاؤنٹس کے ذریعے تقسیم کر سکیں۔

ایک تخلیقی عوامی فن کی نمائش؟ مکمل طور پر نہیں بلکہ کسی حد تک تعالیٰ ابلاغ کا یہ کارنمایاں ہالی وڈ کی فلم ”ڈیسپیکبل می 2“ کی شہوری کے لئے تیار کی گئی کاروباری حکمت عملی کی مہم تھی اور جب بات ٹیکنالوجی اور باہمی میل جول کے ذرائع ابلاغ (سوشل میڈیا) کو استعمال کر کے اپنی فلموں کے بارے میں بات پھیلانے کی آتی ہے تو ایسی کوششیں تو صرف ابتداء ہیں۔ نیویارک کی ایک فلم ساز اور فلمی معلم چینی پکارڈ کہتی ہیں کہ درحقیقت جس درجے تک سماجی ذرائع ابلاغ نے عوام تک فلموں کے تشہیری انداز کو جس طرح دوبارہ ایجاد کیا ہے اُس کی اہمیت پر مزید زور نہیں دیا جاسکتا۔

وہ کہتی ہیں اس وقت ہالی وڈ کے اسٹوڈیوز اور خود مختار فلم سازوں نے باہمی میل جول کے رابطوں کی سائنس کو تقریباً ایسے استعمال کرنا شروع کر دیا ہے جیسے کہ فلم ایک چیز، ایک تخلیقی کام کی بجائے ایک شخص ہے۔ اس بات کا امکان ہے کہ مداحوں اور پیروکاروں سے براہ راست بات چیت تقریباً ذاتی تناظر میں کرنے کے لئے کسی فلم کا ٹمبر، فیس بک، ٹویٹر اور دیگر سماجی ذرائع ابلاغ پر اکاؤنٹ ہو۔

بے شمار فلمیں خصوصاً خود مختار فلم سازوں کی طرف سے بنائی جانے والی فلموں نے روایتی ویب سائٹس کو بھی مکمل طور پر ترک کر دیا ہے۔ پکارڈ واپنی بات بڑھاتے ہوئے کہتی ہیں کہ اس کے بجائے میل جول کے ذرائع ابلاغ کے ذریعے سے وہ مداحوں سے براہ راست بات چیت کا طریقہ کار اختیار کر رہے ہیں۔ اثر و نفوذ کی متلاشی فلم ساز کمپنیوں کو باہمی میل جول کے ذرائع ابلاغ کی دنیا میں داخل ہونے سے شائد رمتانج ملے ہیں۔ دنیا بھر میں تہلکہ مچانے والی فلم ”ٹوائلیٹ“ مثلاً اُن اولین فلموں میں سے ایک ہے جس کے ٹویٹر اکاؤنٹ پر دس لاکھ سے زائد مداح آئے۔ اسی طرح اتنی ہی بڑی فلم ”ہنگر گیمز“ میریز کی حال ہی میں ریلیز ہونے والی قسط کو اُس کے فیس بک صفحے پر ایک کروڑ سے زائد ”لائکس“ ملے وہ بھی فلم کے سینما گھروں میں آنے سے بھی پورے دو ماہ قبل۔ جب سماجی تشہیر

The “Twilight” trilogy set a record as one of the first movies to hit over **1 million followers on its Twitter account.**

ٹوائلیٹ مثلثیات ان اولین فلموں میں سے ایک ہے جس کے ٹویٹر اکاؤنٹ پر دس لاکھ سے زائد مداح آئے۔



COURTESY PHOTO



The latest installment in the  
"Hunger Games" series had over  
**10 MILLION "LIKES"**

on its Facebook page—a full two  
months before the movie even  
arrived in theaters.

ہنگر گیمز سیریز کی حال ہی میں ریلیز ہونے والی قسط کو اس کے  
فیس بک صفحے پر ایک کروڑ سے زائد لائیکس ملے وہ بھی فلم کے سینما گھروں  
میں آنے سے بھی دو ماہ قبل۔

virtual world, where fans can participate and interact with each other as if they, themselves, were characters in the story. Though the technological experimentation involved in selling movies like "The Hunger Games: Catching Fire" (the latest in the series) and "Despicable Me 2" may be cutting edge, adventurous marketing strategies for films have been around for a while. Picardo cites the 1998 psychological thriller "Pi" as an example. "Their marketing campaign was basically spray-painting the Greek letter 'Pi' around New York City," she says laughing. "That was in pre-social networking days, and that movie would have been even bigger if it had come out after Twitter existed. I see tweeting as the current equivalent of that same strategy—you're just spray-painting online, instead of on a sidewalk."

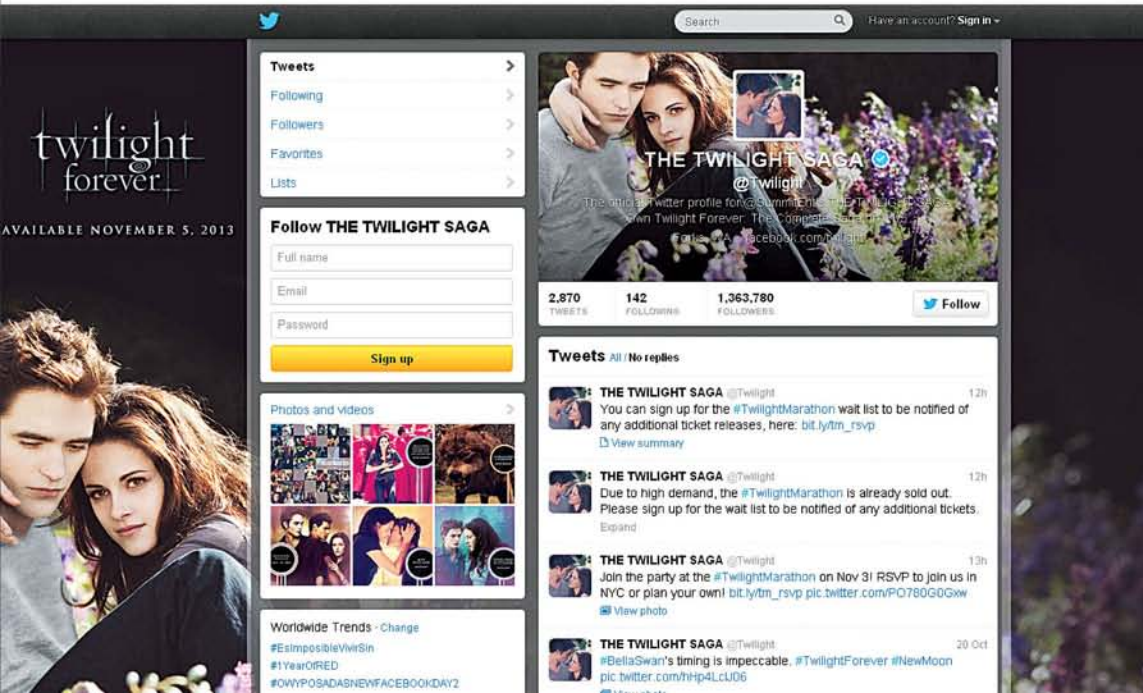
Thanks to social media, films can garner worldwide attention, sometimes even before the actors are cast and the first scene is filmed. Take the upcoming movie adaptation of the best-selling "Fifty Shades of Grey" book series.

"That movie doesn't have an official website, or social media

کی بات ہو تو "ہنگر گیمز" کہانی کے عناصر کو اپنی محازی دنیا کے ذریعے دوبارہ تخلیق کر کے بات مزید آگے لے گئی ہے جہاں مداح اس طرح شریک ہو سکتے اور بات چیت کر سکتے ہیں جیسا کہ وہ بذات خود کہانی کے کردار ہوں۔

اگرچہ "ہنگر گیمز" کچنگ فار" (سیریز کی حالیہ قسط) اور "ڈیسپیکبل می 2" جیسی فلموں کی فروخت میں شامل تکنیکی تجربات جدید ترین ہو سکتے ہیں تاہم فلموں کی زبردست تشہیر کافی عرصے سے ہو رہی ہے۔ پکارڈو 1998 کی نفسیاتی ہیجان خیز فلم "پی" کا ایک مثال کے طور پر حوالہ دیتی ہیں۔ وہ بھٹتے ہوئے کہتی ہیں "اُن کی تشہیری مہم بنیادی طور پر نیویارک شہر کے چارٹریوٹائی حرف "پی" کی سپرے سے رنگ آمیزی تھی۔ یہ باہمی رابطوں سے پہلے کے دنوں کی بات ہے یہ فلم مزید کامیاب ہوتی اگر وہ ٹویٹر کے وجود میں آنے کے بعد آتی، میں ٹویٹنگ کو اسی حکمت عملی کے حالیہ مترادف کے طور پر دیکھتی ہوں۔ آپ فٹ پاچھ کی بجائے سپرے سے آن لائن رنگ آمیزی کرتے ہیں۔" اس بات کا سہرا سماجی ذرائع ابلاغ کے سرے کہ فلمیں کبھی اداکاری کی کاسٹ اور فلم کے پہلے منظر کی عکس بندی سے بھی پہلے ہی عالمی توجہ حاصل کر لیتی ہیں۔ سب سے زیادہ بکنے والی کتابوں کے سلسلے "فنتی شیڈز آف گری" پر بنائی گئی آئندہ آنے والی فلم ہی کو بھیجے۔ پکارڈو کہتی ہیں اس فلم کی کوئی سرکاری ویب سائٹ یا سماجی ذرائع ابلاغ کے اکاؤنٹ تا حال اپنی جگہ پر نہیں ہے لیکن ان کتابوں کا ہر پرستار اپنے ذاتی ٹویٹر سے پہلے ہی اُن کے لئے تشہیر

"Hollywood studios and independent filmmakers are starting to use networking sites almost as if the movie was a person, as opposed to a thing, a creative work."





## ADVANCE TICKETS ON SALE NOW!



### The Hunger Games

11,181,424 likes · 526,674 talking about this

Movie  
THE HUNGER GAMES: CATCHING FIRE, in theaters  
November 22nd, 2013. BUY TICKETS:  
<http://hungrgam.es/CFtix>

About · Suggest an Edit



Photos



Videos



The Capitol Port...



Winners' Gallery



Winners' Gallery



Play THGA Game...



iOS GAME



Share #TheSpark



FANS UNITE



Who Are the Tri...



Likes



Francis Lawrence  
confirmed to direct  
"Hello fellow Hunger  
Games fans! I just w

Notes

“ There's the potential, in the future, to market an entire movie for free, just taking advantage of enthusiastic social media users around the world-as long as it's done right! ”

accounts, in place yet, but every fan of the books is already using his or her personal Twitter accounts to do marketing for them,” says Picardo. “They're rebroadcasting every single debate over who will play who. Because the name of the movie is mentioned in all of the Twitter hashtags, the movie might not even need its own official account.” A similar phenomenon occurred earlier in 2013 with a forthcoming Batman movie, when actor Ben Affleck was announced as the director's choice for the role. “That news gets put into one blog or magazine, and when tons of people rebroadcast it via social media, it gets all the visibility a movie studio could ever want,” says Picardo.

The change created by social media has happened so quickly and dramatically, Picardo continues, that she has difficulty conceiving of how the business will continue to be affected five years down the road. “Five years ago, nobody expected social media to have the impact that it's been having,” she says. “There's the potential, in the future, to market an entire movie for free, just taking advantage of enthusiastic social media users around the world-as long as it's done right!” ■

Michael Gallant is the founder and chief executive officer of Gallant Music. He lives in New York City.

” اس بات کا امکان ہے کہ مستقبل میں مکمل فلم کی تشہیر مفت ہو جائے۔ صرف دنیا بھر میں سماجی ذرائع ابلاغ کے پُر جوش صارفین سے فائدہ اٹھانے کی بات ہے اگر اُس کو صحیح طریقے سے کیا جائے۔ “

کر رہا ہے۔ وہ ہر ایک بحث کو کہ کون، کون سا کردار نبھائے گا کو بار بار نشر کر رہے ہیں کیونکہ فلم کا نام ٹویٹر کے سارے ہیش ٹیگز میں مذکور رہے۔ فلم کو شاید اپنے ذاتی سرکاری اکاؤنٹ کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ ”ایسا ہی ایک واقعہ 2013ء کے اوائل میں آئندہ آنے والی فلم ”بیٹ مین“ کے ساتھ پیش آیا جب اداکار بین افلیک کا نام اس کردار کے لئے ہدایتکار کی جانب سے لیا گیا تھا۔ پکارڈو کہتی ہیں ”وہ خبر ایک بلاگ یا رسالے میں ڈال دی جاتی ہے اور سینکڑوں لوگ اُسے باہمی میل جول کے ذرائع ابلاغ کے توسط سے دوبارہ نشر کرتے ہیں تو اُسے وہ تمام شہرت مل جاتی ہے جتنا کوئی فلم سٹوڈیو چاہ سکتا ہے۔“

پکارڈو اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہتی ہیں کہ سماجی ذرائع ابلاغ سے تخلیق ہونے والی تبدیلی اتنی تیزی اور ڈرامائی انداز میں واقع ہوئی ہے کہ مجھے یہ اندازہ لگانے میں مشکل درپیش ہے کہ آنے والے پانچ سالوں میں کاروبار کس طرح متاثر ہوتا رہے گا۔ وہ کہتی ہیں ”پانچ سال پہلے کوئی توقع نہیں کر رہا تھا کہ باہمی میل جول کے ذرائع ابلاغ کا اثر ایسا ہوگا جیسا کہ اب ہو رہا ہے۔ اس بات کا امکان ہے کہ مستقبل میں مکمل فلم کی تشہیر مفت ہو جائے۔ صرف دنیا بھر میں سماجی ذرائع ابلاغ کے پُر جوش صارفین سے فائدہ اٹھانے کی بات ہے اگر اُس کو صحیح طریقے سے کیا جائے۔“ ■

مائیکل گیلنٹ، گیلنٹ میوزک کے بانی اور چیف ایگزیکٹو آفیسر ہیں اور وہ نیویارک میں رہتے ہیں۔



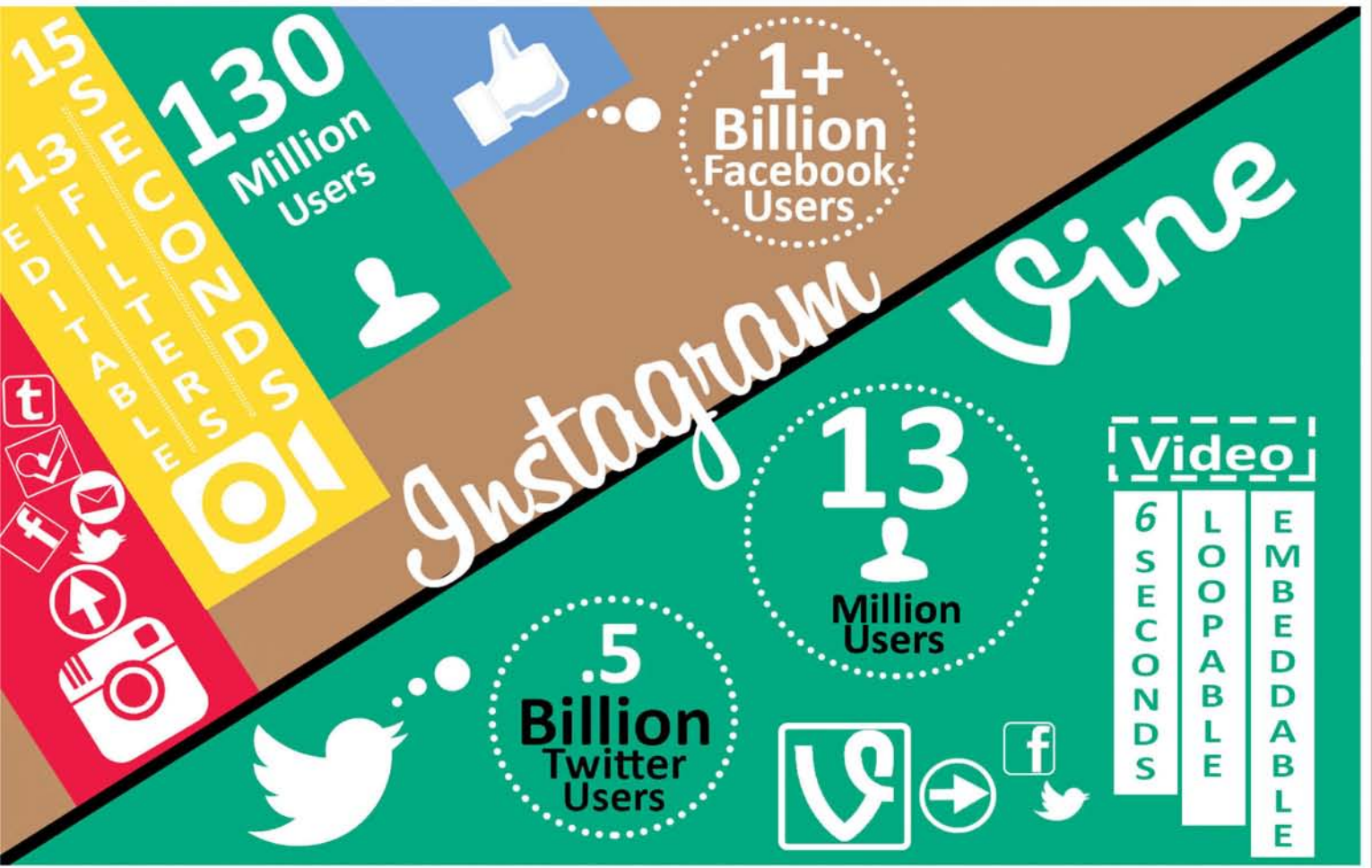
# DIPLMACY

BY JOE WITTERS

تحریر: جو وٹرز

ڈیجیٹل دور  
میں سفارتکاری

IN THE DIGITAL AGE



It was still dark outside early one morning when I carefully maneuvered my way out of bed without waking my wife and two of my children who somehow managed to sneak into bed, AGAIN. I quickly got dressed and headed down to a quiet room to Skype with 200 of Afghanistan's most talented and passionate social media users from 24 different provinces to explain how diplomacy has changed in the digital age. In Afghanistan, where only 10 percent of the population has access to the Internet, social media services are limited primarily to urban youth. Yet this group of young Afghans is finding ways to use social media to express themselves and start social movements aimed at improving their country. They are poised to be influencers in an emerging market where Internet penetration is predicted to surpass 50 percent of the population by 2015 and the use of mobile phones is growing. There are currently 18 million mobile phone users, or 60 percent of the population.

ایک روز باہر ہنوز اندھیرا اچھا ہوا تھا جب میں علی الصباح بستر سے نکلا، اس بات کا خیال رکھتے ہوئے کہ میری بیوی اور میرے دو بچے جن کی ابھی آنکھ لگی تھی دو بارہ جاگ نہ جائیں۔ میں نے جلدی سے کپڑے تبدیل کئے اور خاموشی سے نیچے اس کمرے میں آگیا جہاں "اسکانپ" پر افغانستان کے 24 مختلف صوبوں سے تعلق رکھنے والے دو سو بے پناہ باصلاحیت اور پُر جوش سماجی ذرائع ابلاغ کے استعمال کنندگان سے بات کر کے انہیں یہ بتا سکوں کہ اس ڈیجیٹل دور میں سفارتکاری کس طرح تبدیل ہو گئی ہے۔ افغانستان جہاں صرف دس فیصد آبادی کی انٹرنیٹ تک رسائی ہے، باہمی میل جول کے ذرائع ابلاغ کی خدمات بنیادی طور پر صرف شہری نوجوانوں تک محدود ہیں۔ تاہم نوجوان افغانوں کا یہ گروہ سماجی ذرائع ابلاغ کو استعمال کرنے کے لئے ایسی راہوں کا متلاشی ہے جن پر چل کر وہ اپنا اظہار کر سکیں اور اپنے ملک کی بہتری کے لیے سماجی مہم چلائیں۔ وہ ایک ابھرتی ہوئی مارکیٹ پر اثر انداز ہونے کے لیے تیار ہیں جس کے بارے میں اندازہ ہے کہ وہاں 2015ء تک انٹرنیٹ کا عمل دخل 50 فیصد سے زائد آبادی تک بڑھ جائے گا اور جہاں موبائل فون کا استعمال بڑھتا جا رہا ہے۔ اس وقت افغانستان میں ایک کروڑ اسی لاکھ افراد موبائل فون استعمال کرتے ہیں جو آبادی کا 60 فیصد ہے۔



So, why was I discussing these issues with Afghans via Skype before dawn? I work for the U.S. Department of State as the Social Media Advisor for South and Central Asia. The fact that I have this job is a testament to the strong belief the State Department has in the power to engage and communicate through social media.

Today, the State Department Facebook page has 410,000 fans, and on Twitter, the @StateDept feed has over 688,000 followers. The Department also produces its own blog, DipNote, and maintains a presence on Flickr, Google+, Instagram, Tumblr and YouTube. But those accounts just represent our digital engagement initiated from Washington. In nearly every country where we have a U.S. presence, you will also find us on social media. To date, we have over 400 Facebook pages worldwide, 300 Twitter handles, 139 YouTube channels, and many other local social media platforms.

So, why does the State Department put so much effort in using social media? First: Times have changed. How people meet, how people get news and information, and even how people obtain education has changed. In India, for example, the number of Facebook users will reach an estimated 175 million by 2015. India will then have more Facebook users than any other country, surpassing the United States and Brazil. We want-and need-to be where our audiences are. And so we use our social media platforms to help you learn more about America, get information on studying abroad, apply for a visa, and attend Embassy-sponsored events. Our social media platforms are also dynamic spaces where you can learn more about U.S. foreign policy and share your opinions. Whether you agree or disagree with us, we want to hear from you.

Second: Human beings today have the ability, like never before, to connect with common causes and people. In the right hands, social media has the ability to organize and bring people together to identify shared challenges and generate solutions, hold governments accountable, support women, civil society, and minorities, and give a creative outlet to youths worldwide. In a May 2013 DipNote blog post Secretary of State John Kerry said, "...With so many people with powerful technology in the palm of their hand, social media has become an enabler and facilitator of social movements-it's empowered people all over the world to have a more direct and immediate voice with their governments and with their global cohorts everywhere."

تو میں طلوع آفتاب سے قبل اسکا پ کے ذریعے ان افغان باشندوں سے ان مسائل پر کیوں گفتگو کر رہا تھا؟ میں امریکی محکمہ خارجہ کے لئے جنوبی اور وسطی ایشیا میں سماجی ذرائع ابلاغ کے مشیر کے طور پر کام کرتا ہوں۔ یہ حقیقت کہ میرے پاس یہ ذمہ داری ہے محکمہ خارجہ کے اس مضبوط یقین کی غمازی کرتی ہے کہ سماجی ذرائع ابلاغ کی طاقت سے لوگوں کی توجہ حاصل کی جاسکتی ہے اور ان سے تبادلہ خیال کیا جاسکتا ہے۔

آج محکمہ خارجہ کے فیس بک صفحے پر چار لاکھ دس ہزار مداح ہیں اور ٹویٹر (@StateDept) پر چھ لاکھ اٹھاسی ہزار پیروکار ہیں۔

"ڈپ نوٹ" کے نام سے محکمہ خارجہ اپنا بلاگ تیار کرتا ہے اور اپنی موجودگی کو فلیکس، گوگل پلس، انسٹا گرام، ٹمبر اور یوٹیوب پر برقرار رکھتا ہے لیکن یہ صرف واشنگٹن سے جاری ہماری ڈیجیٹل روابط کی عکاسی کرتا ہے جبکہ تقریباً ہر ملک میں جہاں امریکہ کی موجودگی ہے آپ ہمیں وہاں باہمی میل جول کے ذرائع ابلاغ پر تلاش کر سکتے ہیں۔ آج دنیا بھر میں ہمارے 400 سے زائد فیس بک صفحات، 300 ٹویٹر ہینڈلز، 139 یوٹیوب چینل مقامی سماجی ذرائع ابلاغ کے پلیٹ فارم ہیں۔ تو پھر محکمہ خارجہ سماجی ذرائع ابلاغ کو استعمال کرنے کے لئے اتنی کوششیں کیوں کرتا ہے؟ اول۔ وقت بدل گیا ہے۔ لوگ کیسے ملتے ہیں؟ لوگ کس طرح خبریں اور معلومات حاصل کرتے ہیں اور یہاں تک کہ لوگ کس طرح تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ بدل گیا ہے مثال کے طور پر ہجرات میں فیس بک استعمال کرنے والوں کی تعداد 2015ء تک سترہ کروڑ پچاس لاکھ تک پہنچ جائے گی۔ جب امریکہ اور برازیل پر سبقت لے جاتے ہوئے ہجرات کے پاس فیس بک استعمال کرنے والوں کی تعداد دنیا کے کسی بھی ملک سے زیادہ ہوگی۔ ہم چاہتے ہیں اور ہماری ضرورت ہے کہ ہم وہاں ہوں، جہاں ہمارے سامعین ہیں اور اس لئے ہم اپنے سماجی ذرائع ابلاغ کے پلیٹ فارم استعمال کرتے ہیں تاکہ آپ کو امریکہ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جاننے میں مدد دے سکیں۔ جیسا کہ بیرون ملک تعلیم کے بارے میں معلومات، ویزا کی درخواست، سفارت خانے کے تعاون سے کئے جانے والے پروگرام میں شرکت وغیرہ ہمارے سماجی ذرائع ابلاغ پلیٹ فارم وہ متحرک جگہیں بھی ہیں جہاں پر آپ امریکی خارجہ پالیسی کے بارے میں مزید جان سکتے ہیں اور اپنی آراء سے ہمیں آگاہ کر سکتے ہیں چاہے آپ ہم سے متفق ہوں یا نہ ہوں، ہم آپ کو سنا چاہتے ہیں۔

دوئم۔ آج انسانوں کے پاس مشترکہ مقاصد اور دوسرے لوگوں سے رابطے کرنے کی وہ صلاحیت ہے جو اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔ اگر صحیح ہاتھوں میں ہوں تو سماجی ذرائع ابلاغ لوگوں کو منظم کرنے اور ایک جگہ لانے، مسائل کی نشاندہی کرنے اور حل نکالنے، حکومتوں کو جواب دہ ٹھہرانے، خواتین، سول سوسائٹی اور اقلیتوں کی امداد اور دنیا بھر کے نوجوانوں کو تحقیقی راستے فراہم کرنے کے صلاحیت رکھتے ہیں۔ مئی 2013ء میں امریکی وزیر خارجہ جان کیری نے ڈپ نوٹ کے بلاگ میں کہا "اتنے بہت سے لوگوں کی ہاتھوں میں ایک طاقتور ٹیکنالوجی کے ساتھ سماجی ذرائع ابلاغ سماجی تحریکوں کے مواقع فراہم کرنے کا وسیلہ اور معاون بن گئے ہیں۔ اس نے دنیا بھر میں لوگوں کو اس قابل بنادیا ہے کہ وہ اپنی حکومتوں اور ہر جگہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ فوری اور براہ راست آواز اٹھاسکیں۔"

ایسا ہی ماجرا بھارتیہ افغانستان کا بھی ہے جہاں افغانوں کا ایک گروپ جس سے میری اسکا پ پر گفتگو ہوئی تھی اُن چند بے پناہ تخلیقی اور پُر جوش لوگوں میں شامل ہیں جن سے میں آج تک ملتا ہوں۔ افغان نئی ٹیکنالوجی اور سماجی ذرائع ابلاغ کو ایسے ویلوں کے طور پر دیکھتے تھے جن سے وہ اپنا آپ اور اپنے نقطہ نظر کا اظہار کر سکتے ہیں۔ میں نے اُن سے ایک افغانی فنکار کے بارے میں سنا ہے جو گلی کوچوں کے افغان فن کو سماجی ذرائع ابلاغ کے ذریعے دنیا بھر میں متعارف کروانے کے لئے کوشاں ہے۔ ایک اور خیال جس کے بارے میں مجھے علم ہوا وہ تھا اور چونک ڈرنگیٹ پراجیکٹ، یہ افغانوں اور دوسرے ممالک کیساں پس منظر رکھنے والے لوگوں کو ایک جگہ لاتا ہے تاکہ وہ اسکا پ پر ایک مجازی طعام کر سکیں اور عالمی مسائل پر مباحثہ کر سکیں۔





This is certainly the case in Afghanistan, where the group of Afghans I spoke to via Skype were some of the most creative and passionate people I have met. The Afghans saw social media and new technology as tools to express themselves and their viewpoints. I heard from them about an Afghan artist who is trying to use social media to introduce Afghan street art to the world. Another idea I learned about is the Virtual Dinner Guest Project, which brings Afghans and people from other countries with similar backgrounds together to share a virtual meal and a discussion of global issues over Skype.

But these must be just a handful of examples of what's happening around the world, as every day U.S. Embassies are using social media to engage with new audiences, support you the best we can, and hopefully share American culture.

The U.S. Embassy in Islamabad has the largest Embassy Facebook page in the world. 1.25 million Pakistanis follow the United States Embassy, Islamabad on Facebook. 25,000 people follow the embassy on Twitter (@usembislamabad), the largest Twitter following in the world, for any consulate or Embassy. ■

لیکن دنیا بھر میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ اُس کی صرف چند مثالیں ہیں جیسا کہ امریکی سفارت خانے روزانہ حاضرین کو شامل کرنے، بہترین طریقے سے آپ کی مدد کرنے اور موقع طور پر امریکی ثقافت میں آپ کو شریک کرنے کے لئے باہمی میل جول کے ذرائع ابلاغ کو استعمال کر رہے ہیں۔

اسلام آباد میں امریکی سفارت خانے کا فیس بک صفحہ دنیا بھر میں سب سے بڑا ہے۔ ساڑھے بارہ لاکھ پاکستانی "امریکن ایمبسی اسلام آباد آن فیس بک" کی پیروی کرتے ہیں۔ 25 ہزار لوگ ٹویٹر پر سفارتخانے کی پیروی کرتے ہیں (@usembislamabad) جو دنیا بھر میں کسی بھی قونصلیٹ یا سفارتخانے کی یہ سب سے بڑی ٹویٹر پیروی ہے۔ ■

**Are you hungry for more information on grants, scholarships and events in Pakistan? Consider following the Embassy and the consular district nearest you.**

کیا آپ پاکستان میں گرانٹس، اسکالرشپس اور دیگر تقریبات کے بارے میں جاننے کے خواہشمند ہیں؟ آپ سفارتخانہ اور اپنے علاقوں میں متعلقہ قونصل خانوں کی پیروی کریں۔

#### EMBASSY ISLAMABAD

**Public Website:** [www.islamabad.usembassy.gov](http://www.islamabad.usembassy.gov)  
**Facebook:** [www.facebook.com/pakistan.usembassy](http://www.facebook.com/pakistan.usembassy)  
**Twitter:** [www.twitter.com/usembislamabad](http://www.twitter.com/usembislamabad)

#### CONSUL GENERAL LAHORE

**Public Website:** [www.lahore.usconsulate.gov](http://www.lahore.usconsulate.gov)  
**Facebook:** [www.facebook.com/lahore.usconsulate](http://www.facebook.com/lahore.usconsulate)  
**Twitter:** [www.twitter.com/USCGLahore](http://www.twitter.com/USCGLahore)

#### CONSUL GENERAL KARACHI

**Public Website:** [www.karachi.usconsulate.gov](http://www.karachi.usconsulate.gov)  
**Facebook:** [www.facebook.com/karachi.usconsulate](http://www.facebook.com/karachi.usconsulate)  
**Twitter:** [www.twitter.com/usconsulatekhi](http://www.twitter.com/usconsulatekhi)

#### CONSUL GENERAL PESHAWAR

**Public Website:** [www.peshawar.usconsulate.gov](http://www.peshawar.usconsulate.gov)  
**Facebook:** [www.facebook.com/peshawar.usconsulate](http://www.facebook.com/peshawar.usconsulate)  
**Twitter:** [www.twitter.com/USCGPeshawar](http://www.twitter.com/USCGPeshawar)

#### USAID PAKISTAN

**Public Website:** [www.usaid.gov/Pakistan](http://www.usaid.gov/Pakistan)  
**Facebook:** [www.facebook.com/#!/pages/USAID-Pakistan/440868732600680?id=440868732600680&sk=info](http://www.facebook.com/#!/pages/USAID-Pakistan/440868732600680?id=440868732600680&sk=info)  
**Twitter:** [www.twitter.com/USAID\\_Pakistan](http://www.twitter.com/USAID_Pakistan)

#### UNITED STATES EDUCATIONAL FOUNDATION IN PAKISTAN

**Public Website:** [www.usefpakistan.org](http://www.usefpakistan.org)  
**Facebook:** [www.facebook.com/USEFP](http://www.facebook.com/USEFP)

*Joe Witters is the U.S. Department of State's Social Media Advisor for South and Central Asia.*

جو ویز زامریکی محکمہ خارجہ میں جنوبی اور وسطی ایشیا کے لئے سماجی ذرائع ابلاغ کے مشیر ہیں۔



# Pakistani ALUMNI SHINE

## AT SOCIAL MEDIA SUMMIT IN INDIA

### پاکستانیوں کی بھارت میں سماجی ذرائع ابلاغ کانفرنس میں نمایاں شرکت

تحریر: شاہ بانو  
By Shabbano

“During the two-day event, I met wonderful people and made many new friends.”

Last fall, I along with Abdullah Dayo (IVLP alumnus), and Umair Aziz (Professional Journalists Exchange Program alumnus), and I had got the opportunity to visit India for the “South Asia Summit on Social Media for Digital Empowerment,” September . 19-20, 2013. The event was an initiative of the Digital Empowerment Foundation (DEF), and took place at the American Center in New Delhi.

The Pakistani delegation joined forces with 12 social media gurus from across South Asia to energize and inspire each other and develop exciting sessions on how social media has become a tool for empowerment in our countries. We generated workshops for empowering audiences to leverage social media more effectively.

During the two-day event, I met wonderful people and made many new friends-and was even interviewed by India's most popular television channel, NDTV! One inspiring person I met was Mr. Osama Manzar, an entrepreneur, author, and new media specialist who is spearheading the mission to overcome the information barrier between India's rural sector, and the so-called developed society, through Digital Empowerment Foundation. His efforts are commendable and what is even more inspiring is his humility. Through the numerous discussions, I realized how most of the South Asian countries face similar problems and how big a potential role social media can help play in solving those problems-whether it is empowering the women, improving the eEducation scenario, helping the businesses, or assisting youth. If these countries could collaborate (even via social media), imagine how much these forces could progress together!

پچھلے موسم خزاں میں عبداللہ ڈایو (آئی وی ایل پی کے سابق طالب علم)، عبیر عزیز (پیشہ ور صحافیوں کے تبادلہ پروگرام کے سابق طالب علم) اور راقم الحروف کو 20-19 ستمبر 2013ء کو ”ڈیجیٹل طور پر بااختیار بنانے کے لیے سماجی ذرائع ابلاغ“ کے موضوع پر جنوب ایشیائی کانفرنس کے سلسلے میں بھارت جانے کا موقع ملا۔ یہ پروگرام ڈیجیٹل امپاورمنٹ فاؤنڈیشن (ڈی ای ایف) کی پہلی کاوش تھی جو نئی دہلی میں واقع امریکن سینٹر میں منعقد ہوئی۔

پاکستانی وفد نے جنوبی ایشیاء کے طول و عرض سے تعلق رکھنے والے سماجی ذرائع کے بارہ ماہرین سے ملاقات کی تاکہ ایک دوسرے کو متحرک اور متاثر کر سکیں اور ایسی دلچسپ نشستیں ترتیب دے سکیں کہ سوشل میڈیا کس طرح اپنے اپنے ملکوں میں بااختیار بنانے کا ذریعہ بن چکا ہے۔ ہم نے حاضرین کو سماجی ذرائع ابلاغ کو بہتر انداز میں استعمال کرنے کے حوالے سے بااختیار ہونے کی ورکشاپس کروائیں۔

اس دوروزہ پروگرام کے دوران میری ملاقات کچھ نہایت عمدہ لوگوں سے ہوئی اور میں نے بہت سے نئے دوست بنائے اور بھارت کے سب سے مقبول ٹی وی چینل این ڈی ٹی وی کی طرف سے میرا انٹرویو بھی لیا گیا۔ ایک متاثر کن شخصیت جن سے میری ملاقات ہوئی وہ اُسامہ منظر صاحب تھے جو ایک کاروباری منتظم، ایک مصنف اور ایک نئے ذرائع ابلاغ کے ماہر ہیں جو اس نصب العین پر کام کر رہے ہیں کہ کس طرح بھارت کے دیہی علاقوں اور نام نہاد ترقی یافتہ معاشرے کے درمیان اطلاعات کی فراہمی میں رکاوٹوں کو ڈی ای ایف کے ذریعے سے دور کیا جا سکتا ہے۔ اُن کی کاوشیں قابل تحسین ہیں لیکن اس سے بھی زیادہ متاثر کن اُن کی انکساری تھی۔

بے شمار مباحثوں کے بعد میری سمجھ میں آیا کہ کس طرح زیادہ تر جنوبی ایشیائی ممالک کو ایک جیسے مسائل درپیش ہیں اور کس طرح سماجی ذرائع ابلاغ اُن مسائل کو حل کرنے کے لیے ممکنہ طور پر ایک بڑا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ چاہے وہ عورتوں کے اختیارات ہوں، تعلیم کی بہتری کا منظر نامہ ہو، کاروباری امداد ہو یا نوجوانوں کی معاونت ہو اگر یہ ممالک





During the hectic two days Aas we concluded finalized sessions during the hectic two days, I took some time to explore the thrilling city of Delhi. An exhilarating experience was the visit to Khwaja Nizamudding Auliya's shrine (Dargah). A wave of joy swept through me on entering the Dargah; blessed people of God have an aura of exuberance even after they die. Standing next to the webbed window with multiple knotted threads, a 14 year old girl told me how each thread symbolized a prayer. To my surprise, she handed me a thread with a smile. "Ask for whatever you want," she said. The only words that buzzed in my mind as I tied the knot was the wish that the bond between Pakistan and India grows stronger than all the knots combined on that wall.

Coming back from India, the Pakistan delegation plans to carry forward the great work done in India and spread the multiple insights via a social media summit in Pakistan, and planning is underway. Social media is a great tool for developing countries like ours to progress in this globalized world. But it can only be beneficial if we have the drive to change things for the better. ■

*Shabbano is a Youth Exchange Study (YES) alumnus.*

اشتراک کر سکیں (سماجی ذرائع ابلاغ کے ذریعے بھی)۔ تصور کریں کہ یہ تو تین ایک ساتھ مل کر کتنی زیادہ ترقی کر سکتی ہیں۔

جیسے ہی دو بے حد مصروف دنوں کے دوران ان نشستوں کا اختتام ہوا میں نے دہلی کے دلکش شہر کی سیاحت کے لئے کچھ وقت نکالا۔ خواجہ نظام الدین اولیاء کی درگاہ میں حاضری ایک راحت بخش تجربہ تھا۔ درگاہ میں داخل ہوتے ہی مسرت کی ایک لہر میرے وجود میں دوڑ گئی۔ خدا کے برگزیدہ انسانوں کی وفات کے بعد بھی ان کا نورانی ہالہ برقرار رہتا ہے۔ گرہ لگے دھاگوں سے مزین ایک جھلی دار کھڑکی کے قریب کھڑے ہوئے ایک 14 سالہ لڑکی نے مجھے بتایا کہ کس طرح ہر دھاگہ ایک دعا کی علامت ہے۔ مسکراتے ہوئے اُس نے مجھے ایک دھاگہ دے کر حیرت زدہ کر دیا اور کہا "جو چاہو وہ دھاگہ مانگ لو" دھاگہ باندھتے ہوئے میرے دماغ میں جن الفاظ کی بازگشت تھی وہ یہ الفاظ تھے کہ کاش پاکستان اور بھارت کے درمیان تعلقات ان سب دھاگوں کی مجموعی گرہوں سے بھی زیادہ مضبوط ہو جائیں۔

بھارت سے واپسی پر پاکستانی وفد کا ارادہ اُس عظیم کام کو آگے لے جانے کا ہے جو انہوں نے بھارت میں کیا اور پاکستان میں سماجی ذرائع ابلاغ کا انفرنس کے ذریعے اُن مختلف انکار کو پھیلایا جائے۔ اس کانفرنس کی منصوبہ بندی پر کام ہو رہا ہے۔ ہم جیسے ترقی پذیر ممالک کے لئے سماجی ذرائع ابلاغ اس تیزی سے منتقلی ہوئی دنیا میں ترقی کا ایک زبردست ذریعہ بن سکتے ہیں لیکن یہ اُسی صورت میں سودمند ہو سکتے ہیں جب ہمارے اندر بہتری کے لئے تبدیلی کی مقصدیت ہو۔ ■

شاہ بانو یوتھ ایکسچینج اسٹڈی YES کی سابقہ طالبہ ہیں۔

Learn more about the Summit at:  
<http://defindia.net/our-projects/social-media-summit>  
<https://www.facebook.com/socialmediafordigitalempowerment>

اس کانفرنس کے بارے میں مزید جاننے کے لئے ملاحظہ کیجئے:

<http://defindia.net/our-projects/social-media-summit>  
<https://www.facebook.com/socialmediafordigitalempowerment>



# alaska

by Jaclyn L. Brock

تحریر: جیکلن ایل بروکس

الاسکا



© Alaska.gov

A popular tourism destination and the last of the wild territory in the U.S., Alaska is a magical place. The tallest mountains in the U.S. meet the frigid ocean. There are 44,000 miles of coastline, few people (600,00 people - average 5 square miles per person), and even fewer roads. The state has three major cities, with half the population residing in Anchorage. Juneau, the capital, is located in southeast Alaska and most accessible by air and sea, not by car.

ایک مقبول سیاحتی مقام اور امریکہ کے آخری جنگلی علاقوں میں سے ایک الاسکا ایک مسحور کن جگہ ہے۔ امریکہ کے بلند ترین پہاڑیں بحیرہ سمندر سے ملتی ہیں۔ چوالیس ہزار میل طویل ساحلی علاقہ، چند افراد، (چھ ہزار لوگ۔ اوسطاً ایک انسان فی پانچ مربع میل) اور اُس سے بھی کم سڑکیں۔ اس ریاست کے تین بڑے شہر ہیں اور آدھی آبادی اینکرئج میں رہائش پذیر ہے۔ دار الحکومت جیونو الاسکا کے جنوب مشرق میں واقع ہے اور اس تک رسائی فضا اور سمندر سے ہے، کار سے نہیں۔

سب سے پہلے جو تصور الاسکا کے بارے میں آتا ہے وہ برف کا ہے۔ الاسکا میں شدید برفباری ہوتی ہے اور





Among the top images that come to mind about Alaska is snow. It snows heavily in Alaska, averaging about 3 standing feet of snow all winter, sometimes rising as high as 6 feet in some areas. Every person in Alaska becomes very good at shoveling snow, plowing snow, and driving in snow. Lots of residences even in the major cities require 4 wheel drive and studded tires to access. While the snow provides some headache in terms of driving and getting around, it also provides unique opportunities for winter recreation. Skiing, both downhill and cross-country, are popular as well as snowshoeing and dog sled racing.

In the summer camping and hiking are popular. It is hard to resist a place with such natural beauty.

Due to its latitude with respect to the earth, Alaska gets extreme daylight fluctuations from winter to summer months. During the winter, there are about 4 hours of sunlight. The sun will rise around 10am and set around 2pm. During the summer, however, the sun can be present in the sky for almost 24 hours. It is not uncommon to see people playing, gardening, or mowing the lawn at 11pm because the sun is still in the sky.

Alaska has some of the most unique animals in the world. And due to a sparse population animals can move freely. All public areas have bear-proof trash cans. The Alaskan Grizzly Bear is a formidable carnivore and can be very problematic in neighborhoods where they scavenge for trash. The Alaskan Black bear is more of a nuisance but still dangerous. Frequently they will open garbage cans at residences in search of food. In the north, Polar bears have attacked people. If there is a polar bear sighting in a town people are warned to stay inside until the bear leaves.

The most problematic animal is the moose. Moose are very big - standing 6 feet at the shoulder on average - and very aggressive. Even though they eat shrubs they are extremely dangerous. They are common in towns because during the winter they eat ornamental trees. It is not uncommon to see a moose in the parking lots of stores in the center of Anchorage (the biggest city). The most dangerous aspect of moose is their presence on the highways. There are many deaths each year because of moose-caused traffic accidents. A perfectly acceptable excuse for being late to work in Alaska is, "there was a moose in my driveway!" ■

Jachyn L. Brock works at U.S. Embassy Islamabad.

پورے تین فٹ برف سارے سرما میں پڑتی ہے کبھی کبھی کچھ علاقوں میں یہ چھ فٹ کی اونچائی تک جا پہنچتی ہے۔ الاسکا میں ہر شخص برف میں پیچھے چلانے، برف ہٹانے اور برف میں گاڑی چلانے میں ماہر ہو جاتا ہے۔ بہت سی رہائشگاہوں تک رسائی کے لئے بڑے شہروں میں بھی نورڈیل ڈرائیو اور جڑاؤ ٹائروں کی ضرورت ہوتی ہے۔

اگرچہ برف، گاڑی چلانے اور کہیں پہنچنے کے حوالے سے کچھ دوسرے ہوتا ہے تاہم وہ سرمائی تفریح کے لئے بے مثال موقع بھی فراہم کرتی ہے۔ گھلے علاقے اور پہاڑی نشیب میں اسکینگ کے ساتھ ساتھ برفانی جوتوں اور برف پر کھینچنے والی کتا گاڑی کی ریس بھی مقبول ہیں۔

گرمیوں میں پہاڑی راستوں پر چلنا اور کیمنگ مقبول ہیں۔ اس قدر قدرتی حسن والی جگہ کی مزاحمت کرنا مشکل ہے۔

زمین پر اپنے عرض بلد کے حوالے سے الاسکا کو سارے لکڑیوں کے موسم گرما تک دن کی روشنی میں بے حد اتار چڑھاؤ کا سامنا رہتا ہے۔ سردیوں میں تقریباً دن کی روشنی چار گھنٹوں تک رہتی ہے۔ سورج صبح 10 بجے طلوع ہوتا ہے اور دوپہر 2 بجے غروب ہو جاتا ہے۔ تاہم گرمیوں میں سورج آسمان میں تقریباً 24 گھنٹے تک موجود رہتا ہے۔ لوگوں کو رات گیارہ بجے کھیلنے، باغبانی کرتے یا لان میں گھاس کاٹنے دیکھنا غیر معمولی بات نہیں کیونکہ سورج آسمان پہ ہنوز موجود ہوتا ہے۔

الاسکا میں دنیا کے کچھ نادر جانور بھی ہیں اور کہیں کہیں انسانی آبادی ہونے کی وجہ سے جانور آزادانہ گھومتے پھرتے ہیں۔ تمام آبادیوں میں ریچھ کی دست برد سے بچانے والے کوڑے دان ہیں۔ الاسکا کا خاستری ریچھ ایک خوفناک گوشت خور جانور ہے اور پاس پڑوں میں کوڑا ڈھونڈنے کے دوران مسئلہ بن سکتا ہے۔ کالا ریچھ باعثِ زحمت زیادہ ہے تاہم وہ خطرناک بھی ہے۔ اکثر اوقات خوراک کی تلاش میں وہ رہائش گاہوں کے کوڑا دان کھولتے ہیں۔ شمال میں قطبی ریچھوں نے لوگوں پر حملے کیے ہیں۔ اگر کوئی قطبی ریچھ قصبے میں نظر آجائے تو لوگوں کو خبردار کیا جاتا ہے کہ وہ گھروں کے اندر ہی رہیں جب تک ریچھ چلنا جائے۔

سب سے زیادہ مسئلہ بن جانے والا جانور امریکی بارہنگھا "موس" ہے۔ موس بہت جیسیم ہوتا ہے اور کندھوں تک اس کی اوسط اونچائی 6 فٹ ہے، یہ بہت جارح ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ جھڑپاں کھاتے ہیں، پھر بھی یہ انتہائی خطرناک ہوتے ہیں۔ یہ قصبوں میں عام نظر آتے ہیں کیونکہ سرما میں یہ آرائشی درخت کھاتے ہیں۔ موس کو اینکریج (سب سے بڑا شہر) کے وسط میں دکانوں کی پارکنگ میں دیکھنا غیر معمولی نہیں ہے۔ موس کا سب سے خطرناک پہلو اس کی شاہراہوں پر موجودگی ہے۔ موس کی وجہ سے ہونے والے حادثوں کی وجہ سے ہر سال بہت سی اموات ہوتی ہیں۔

الاسکا میں کام پر دیر سے آنے کا سب سے قابل قبول بہانہ ہے۔ "میرے صحن میں موس تھا" ■

جینکلن ایل بروکس امریکی سفارتخانہ اسلام آباد میں کام کرتی ہیں۔



# Pakistan's SOCIAL MEDIA goes mobile in 2014



## پاکستان کے سماجی ذرائع ابلاغ 2014ء میں موبائل فون پر متحرک

**Y**ou don't have to be a computer scientist to see the exponential growth of social media across the globe. Regarded merely as a hub for high school and college students just a few years ago, social media now exerts tremendous influence over the way people around the world - of all ages - get and share information. There are more than 1 billion Facebook users around the world sharing over 350 million photos every day. There are almost 500 million tweets each day.

In Pakistan, Facebook has more than doubled its users in the past two years to nearly 12 million. On Twitter, journalists, politicians, and companies are now using Twitter to build their constituencies and to engage Pakistanis on a regular basis. Pakistanis are extremely active on mobile devices; they sent more than 300 billion SMS messages in 2013.

Michael Kugelman, a senior program associate for South and Southeast Asia at the Woodrow Wilson Center in Washington, D.C., wrote in 2012 that "social media constitutes an important forum for communication in Pakistan. They serve as a disseminator of information, a mobilizer of protest, a tool of humanitarianism, an advocate for social causes, and a facilitator of political discussion. However, due to the realities of Pakistan's media environment, and above all to its limited reach, Pakistan's social media are not an agent for change."

While this was an accurate statement in 2012, we will see this completely shift in 2014. Social media is set to have a breakout year and the reason will be the rise of mobile Internet. There are currently more mobile devices on the planet than people - more than 6 billion mobile devices. Pakistan is one of the top mobile countries in the world with nearly 130 million devices in use. The majority of these devices are second-generation (2G) devices that can support services like SMS and MMS, but not mobile Internet.

A survey by International Data Corporation (IDC), shows that Pakistanis are embracing smartphones and tablets and 2014 will be the year that mobile internet will also overtake the desktop internet. The main reason will be the Pakistan Telecommunication Authority's (PTA) long-awaited plans to auction licenses to run third- and fourth-generation (3G and 4G) mobile-phone networks. With 3G and 4G service, phones will become mini-laptops with mobile Internet at your fingertips including streaming video, video calling, faster downloads, and better voice communication.

Social media is here to stay and with the rise of mobile internet its role and influence in business, media, politics and entertainment are set to increase. The key beneficiaries will be the young, educated and tech-savvy Pakistanis who will increasingly use these tools to connect to friends and colleagues around the world, to start companies, and to tell Pakistani politicians and the media what they consider to be important.

Mobile internet will make 2014 a groundbreaking year for social media in Pakistan. ■

کرو ارض پر سماجی ذرائع ابلاغ کی غیر معمولی ترقی دیکھنے کے لئے آپ کا سامنا ہونا ضروری نہیں ہے۔ کچھ سال پہلے تک محض اسکول اور کالج کے طلبہ کی دلچسپی کا مرکز سمجھے جانے والے باہمی میل جول کے ذرائع ابلاغ اس طریقہ کار پر بے اندازہ اثر رکھتے ہیں جسکے تحت دنیا بھر میں ہر عمر سے تعلق رکھنے والے لوگ معلومات حاصل کرتے ہیں یا دوسروں کو اس کا حصہ دار بناتے ہیں۔ دنیا بھر میں ایک ارب سے زائد فیس بک صارفین ہیں جو روزانہ پینتیس کروڑ تصاویر شیئر کرتے ہیں۔ روزانہ چھاس کروڑ ٹویٹس کی جاتی ہیں۔

پاکستان میں پچھلے دو برسوں میں فیس بک کے صارفین کی تعداد دو گنی سے زیادہ ہو کر تقریباً ایک کروڑ بیس لاکھ ہو گئی ہے۔ ٹویٹر پر صحافی، سیاستدان اور کمپنیاں اب اپنے حلقے بنانے اور پاکستانیوں کو باقاعدہ طور پر اپنی طرف متوجہ کرنے اور ساتھ مصروف رکھنے کے لئے ٹویٹر استعمال کر رہے ہیں۔ پاکستانی اپنے موبائل آلات پر بے انتہا فعال ہیں، 2013ء میں انہوں نے تین سو ارب ایس ایم ایس بھیجے۔

واشنگٹن ڈی سی میں ڈی روولسن سینٹر میں جنوبی اور جنوب مشرقی ایشیاء پروگرام کے سینئر معاون مائیکل کولگمین نے 2002ء میں لکھا کہ پاکستان میں سماجی ذرائع ابلاغ رابطوں کے لئے اہم فورم کی صورت میں قائم ہیں۔ وہ معلومات فراہم کرنے والے، احتجاج کے لئے متحرک کرنے والے، انسانیت کے لئے ایک اور وسیلہ، سماجی مقاصد کے لئے حمایتی و مددگار اور سیاسی مباحثوں میں ایک معاون کی خدمات انجام دیتے ہیں۔ تاہم پاکستان کے ذرائع ابلاغ کے ماحول کی حقیقت اور سب سے بڑھ کر اس کی محدود رسائی کے باعث، پاکستان کا سوشل میڈیا تبدیلی کا آلہ کار نہیں ہے۔

2012ء میں اگرچہ یہ ایک قطعی طور پر درست بیان تھا تاہم 2014ء میں ہم اسے مکمل طور پر بدلتے دیکھیں گے۔ سماجی ذرائع ابلاغ اس سال پچھلے پچھلے کچھ لے کر بالکل تیار ہیں اور اس کی وجہ ہوگی موبائل انٹرنیٹ کی ترقی۔ اس وقت ہمارے اس سیرے پر اناٹوں سے زیادہ موبائل آلات کی تعداد ہے۔ چھ ارب سے زیادہ موبائل آلات میں تقریباً تیرہ کروڑ آلات کے ساتھ پاکستان دنیا کے چوتھے کی موبائل ملکوں میں سے ہے۔ زیادہ تر آلات سینڈوئچزیشن (2G) آلات ہیں جو ایس ایم ایس اور ایم ایس کی سہولت تو فراہم کرتے ہیں لیکن موبائل انٹرنیٹ کی نہیں۔

انٹرنیشنل ڈیٹا کارپوریشن (IDC) کا ایک جائزہ ہمیں بتاتا ہے کہ پاکستانی اب سمارٹ فونز اور ٹیبلیٹس اپنا رہے ہیں اور 2014ء وہ سال ہوگا جب موبائل انٹرنیٹ ڈیسک ٹاپ انٹرنیٹ سے آگے نکل جائے گا اور اس کی اہم وجہ ہے پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی کی جانب سے تھرڈ اور فورٹھ جرنیشن (3G/4G) موبائل فون نیٹ ورک چلانے کے لئے لائسنس کی نیلامی کا منصوبہ ہے جس کا بہت عرصہ سے انتظار کیا جا رہا تھا، 3G اور 4G سہولیات کے ساتھ فون آپ کے ہاتھوں کی انگلیوں میں موبائل انٹرنیٹ کے ساتھ مختصر لیپ ٹاپس بن جائیں گے جن میں سٹریمنگ ویڈیو، ویڈیو کالز، تیز تر ڈاؤن لوڈ اور بہتر صوتی رابطے بھی شامل ہوں گے۔

باہمی میل جول کے ذرائع ابلاغ اب ہمیں رہیں گے اور موبائل انٹرنیٹ کی ترقی کے ساتھ کاروبار، میڈیا اور تفریح پر اُن کا کردار اور نفوذ بھی بڑھے گا۔ اس کا فائدہ اٹھانے والے نوجوان، تعلیم یافتہ، جدید ٹیکنالوجی کو سمجھنے والے پاکستانی ہوں گے جو کمپنیاں چلانے کے لئے دنیا بھر میں اپنے دوستوں اور رُفقا سے رابطے اور پاکستانی سیاست دانوں اور ذرائع ابلاغ کو یہ بتانے کے لئے کہ وہ کیا ضروری سمجھتے ہیں ان آلات کو زیادہ سے زیادہ استعمال کریں گے۔ موبائل انٹرنیٹ 2014ء کو پاکستان میں سماجی ذرائع ابلاغ کے لئے ایک انقلابی سال بنا دیگا۔ ■



# Youth EXCHANGE study

نوجوانوں کا تبادلہ تعلیمی پروگرام

تحریر: معیز ریحان

by moiz rehan

Laughs, Tears, Memories, and Change - these are what my experience as a YES student have given me. I am now a strong believer of one of Mahatma Gandhi's most famous quotes: "Be the Change you want to see in the world" because of the year that I have lived during my YES experience.

میں نے، آنسو، یادیں اور شہر لی۔ یہ وہ سب ہے جو مجھے "لیس" وائی ای ایس کے طالب علمی کے تجربے نے دیں۔ اُس ایک سال کی وجہ سے جو میں نے وائی ای ایس کے تجربے کے دوران گزارا اب میں مہاتما گاندھی کے ایک مشہور قول پر یقین رکھتا ہوں کہ خود وہ تبدیلی بنو جو تم کو دنیا میں دیکھنا چاہتے ہو۔

**M**y name is Moiz Rehan and I went to the US under the KL-YES Program in the year 2012. I remember the day that my journey of change started - the bright sunny day when my plane landed in Chicago and the skyline took my breath away. I felt like it was a new beginning that would transform not only me but those around me as well. Every day since then has brought me something new, something that I will cherish forever. I can never forget the day when I first tasted Nutella, or the day that I went to a soup kitchen in Chicago and cooked and served a wholesome meal to homeless people. What started as a determination to achieve the 100-Hours-of-Community-Service Award from the State Department quickly transformed itself into a passion to attain compassion. And this dedication took me to places that I never thought I would have gone to otherwise, such as a Jewish Synagogue, a Presbyterian Church, an Urban Farm, a humongous Health Expo for the Chicago Marathon, even the Obama Campaign, and many more. Through my community service experience, I was not only able to experience America with all its diversity, but I also learned skills and gained knowledge about topics

میرا نام معیز ریحان ہے اور میں 2012ء میں کیری لوگر-وائی ای ایس پروگرام کے تحت امریکہ گیا۔ مجھے یاد ہے جس دن میرا تبدیلی کا سفر شروع ہوا۔ وہ روشن چمکیلا دن جب میرا جہاز شکاگو میں اُترا تو آفتاب کے منظر نے مجھے دم بخود کر دیا۔ مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے یہ ایک نئی شروعات ہیں جو نہ صرف میری بلکہ میرے ارد گرد والوں کی بھی کایا پلٹ دیں گی۔ تب سے ہر دن میرے لئے کچھ نیا لے کر آتا ہے کچھ ایسا جو مجھے ہمیشہ عزیز رہے گا میں وہ دن کبھی نہیں بھول سکتا جب میں نے پہلی بار "نٹلیا" کا ذائقہ چکھا یا وہ دن جب میں شکاگو میں سوپ کچن میں گیا اور وہاں کے بے گھر افراد کے لئے ایک فرحت بخش کھانا تیار کر کے اُن کو پیش کیا وہ سب جو مجھ کو خارجہ کی طرف سے دیئے جانے والے "سوگھٹنے سماجی خدمت ایوارڈ" حاصل کرنے کے عزم کے طور پر شروع ہوا تھا، جلد ہی خدا ترسی کے جذبے میں بدل گیا۔ یہ عقیدت مجھے ایسی جگہوں پر لے گئی جہاں عام حالات میں جانے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا جیسے کہ یہودی عبادت گاہ، کلیسائی حکومت کے ارکان کا گرجا، شہری فارم، شکاگو کی میراتھن کی وسیع و عریض صنعتی نمائش، اوباما کی مہم بھی اور بہت کچھ۔ مجھے نہ صرف امریکہ کا اُس کے تمام تر تنوع کے ساتھ تجربہ کرنے کا موقع ملا بلکہ میں نے ہنر سیکھے اور ایسے موضوعات کے بارے میں علم حاصل کیا جو مجھے کوئی بھی اسکول کبھی فراہم نہیں کر سکتا تھا۔ میں جب سے وطن واپس آیا ہوں میں اپنے سماجی خدمت کے تجربے کو "لیس" رمضان راشن مہم، ہنر رضا کاروں کی جانب سے چلائی جانے والی انسداد کوڈا کرکٹ مہم، نوجوان "ٹیک کیپس" اور ایک انگریزی زبان کیپ کے لئے



that no school would have ever provided me with. Since I have come back home, I have been utilizing my community service experience to take part in volunteer activities such as the YES Ramadan Ration Drive, the Anti-Littering Drive by Green Volunteers, Youth Tech Camps, and an English Language Camp. I also just successfully finished a Cloth Collection Drive for Earthquake Victims in Quetta at my school.

Only through YES was I able to appreciate the beauty of life, its brevity, and the need to grasp every moment. I sang, acted, and danced in the Fall Play at my school, discovering my passion for theater. I participated in my school community through clubs, student government and committees. I learned how to swim, even though I nearly drowned the first time I tried swimming in a big pool. And by attending Francis W. Parker School of Chicago, I was able to instill in myself the qualities of a socially enlightened individual. I went to the Madison State Capitol with the Debate Club and I won the Best Speaker Award on the Palestinian-Israeli Debate because I used the diplomatic skills that I had gained as an exchange student to make my point. Probably one of the best weeks that I had at my school was International Education Week during which I performed my role as a "Cultural Ambassador" and made presentations about Pakistan in my school.

On another note, I also cooked a lot for my host family, my teachers, my friends, myself, homeless people, and every one that I could share my culture with through food. As the months progressed, I also began to articulate my thoughts better by conversing with exchange students from all over the world. Even though at times I felt misunderstood, I came to know how important it is to be

رضا کارنامہ گرمیوں کے لئے استعمال کر رہا ہوں۔ میں نے حال ہی میں اپنے اسکول میں کونسل کے زلزلہ متاثرین کے لئے کپڑے جمع کرنے کی مہم مکمل کی ہے۔

صرف "لیس" کے طفیل میں زندگی کی خوبصورتی، اس کی بلاغت اور اُس کے ہر لمحے کو گرفت میں لینے کی ضرورت کی قدر کرنے کے قابل ہوا۔ میں نے اسکول میں ہونے والے ایک ڈرامے میں گانا گایا، اداکاری کی، ناچا اور تھیٹر کے لئے اپنے جوش و جذبہ کو دریافت کیا۔ میں نے اپنے اسکول کی کمیونٹی میں کلبوں، طلبہ حکومت اور کمیٹیوں کے ذریعے سے شریک ہوا۔ میں نے تیرنا سیکھا حالانکہ ایک بڑے تالاب میں پہلی دفعہ تیرنے کی کوشش میں میں تقریباً ڈوب ہی گیا تھا۔ شکاگو کے فرانسز ڈبلیو پارک اسکول میں حاضری سے میں اپنے اندر سماجی طور پر ایک روشن خیال فرد کی خوبیاں لانے کے قابل ہوا۔ میں مباحثہ کلب کے ساتھ میڈیسن سٹیٹ کیمپل گیا جہاں میں نے فلسطینی۔ اسرائیلی مباحثہ پر بہترین مقرر کا ایوارڈ جیتا کیونکہ میں نے سفارتکاری کی وہ مہارت استعمال کی جو میں نے بحیثیت ایک تبادلہ طالب علم حاصل کی تھی۔

اسکول میں میرے بہترین ہفتوں میں سے ایک ہفتہ غالباً بین الاقوامی تعلیمی ہفتہ تھا جس کے دوران میں نے ایک "ثقافتی سفیر" کے طور پر اپنا کردار نبھایا اور پاکستان کے بارے میں اپنے اسکول میں مختلف چیزیں پیش کیں۔

ایک اور بات میں نے اپنے میزبان خاندان، اپنے اساتذہ، اپنے دوستوں، بے گھر افراد، خود اپنے لئے اور اُن سب افراد کے لئے بہت سا کھانا پکایا جن کو میں کھانے کے ذریعے اپنی ثقافت میں شریک کر سکتا تھا۔ جیسے جیسے وقت آگے بڑھتا رہا میں ساری دینا سے آئے ہوئے تبادلہ پروگرام کے طلبہ سے گفتگو کر کے اپنے خیالات کو واضح انداز میں بیان کرنے میں بہتر ہوتا گیا۔ اگرچہ بعض دفعہ مجھے محسوس ہوتا تھا کہ مجھے غلط سمجھا گیا لیکن مجھے علم ہوا کہ امن کی آبیاری کے لئے دوسروں کی عزت کرنا اور رواداری کتنا اہم ہے۔ محکمہ خارجہ کی طرف سے پیش کئے جانے والی





tolerant and respectful of other people to foster peace. Enhancement activities offered by the State Department such as the Better Understanding for a Better World Conference in San Diego and The Workshop for Youth Leaders in Teaching English in Washington D.C. not only changed my perception about inter-faith harmony but also provided me with the tools to become a Community Leader back in Pakistan. I also got the opportunity to travel to some other places including New York City; Denver, Colorado; Charleston, West Virginia; and Cleveland, Ohio, among others, which helped me a great deal in learning more about the diversity of American people.

Through this year, I've learned that life is an inevitable vessel of Change. And it is my life goal now to inspire change in people around me by using the experiences of my exchange year. ■

*Moiq Rehan is KL-YES Program 2012 alumnus.*

اضافی سرگرمیاں جیسے کہ سان ڈیاگو میں ہونے والی ”بہتر دنیا کے لئے بہتر افہام و تفہیم“ کی عالمی کانفرنس اور واشنگٹن ڈی سی میں ہونے والی ”انگریزی سکھانے میں نوجوان قائدین“ کی ورکشاپ نے نہ صرف بین المذاہب ہم آہنگی کے بارے میں میرا نظریہ تبدیل کیا بلکہ مجھے پاکستان میں سماجی رہنما بننے کے ذرائع بھی فراہم کئے۔ دوسری جگہوں کے علاوہ مجھے نیویارک شہر، ڈینور، کولوراڈو، چارلسٹن، مغربی ورجینیا اور کلیولینڈ اوہائیو سمیت کئی جگہوں پر سفر کرنے کا موقع ملا، جس سے مجھے امریکی لوگوں کے تنوع کے بارے میں جاننے میں بہت مدد ملی۔

اس سال کے توسط سے میں نے یہ جاننا کہ زندگی تغیر و تبدل کا ایک ناگزیر ذریعہ ہے اور اب یہ میری زندگی کا مقصد ہے کہ اپنے تبادلہ سال کے تجربات کو استعمال کرتے ہوئے اپنے ارد گرد رہنے والے افراد کے اندر تبدیلی کے لئے تحریک پیدا کروں۔ ■

معیز ریحان کے ایل ایس پروگرام 2012ء کے سابق طالب علم ہیں۔





چار کہانیاں۔ سماجی ذرائع نے کس طرح دُنیا کو بدلنے میں مدد دی

# 4 stories of how SOCIAL MEDIA helped change the world

## NO MORE FARC

ایف اے آر سی مزید نہیں



In 2008, Colombian engineer Carlos Morales became angry at the brazen kidnappings carried out by the rebel group Revolutionary Armed Forces of Colombia (FARC) in his country. Morales started a Facebook page, "A Million Voices Against FARC," and asked people to join. He wanted to convey a simple message: "No more kidnapping, no more lies, no more deaths, no more FARC." A month later, Morales's group led street protest marches against FARC in 45 Colombian cities and towns with rallies in 200 more cities around the world. By standing up publicly against a powerful terror group, Morales helped bring the decline of FARC's influence within his country.

کولمبیا کے انجینئر کارلوس مورالس اپنے ملک کے باغی گروہ ریویوشنری آرمڈ فورسز آف کولمبیا (ایف اے آر سی) کی جانب سے 2008ء میں ڈھٹائی اور بے شرمی سے کی جانے والی اغوا کی وارداتوں پر غصے میں آگئے مورالس نے ایف اے آر سی کے خلاف 10 لاکھ آوازیں کے نام سے فیس بک صفحہ شروع کیا اور لوگوں کو شامل ہونے کی دعوت دی ہے۔ وہ ایک سادہ سا پیغام پہنچانا چاہتے تھے "مزید اغوا نہیں، مزید جھوٹ نہیں، مزید موت نہیں، مزید ایف اے آر سی نہیں۔" ایک ماہ بعد مورالس کے گروہ نے ایف اے آر سی کے خلاف کولمبیا کے 45 شہروں اور قصبوں کی سڑکوں پر احتجاج کے ساتھ ساتھ دُنیا بھر میں 200 سے زائد شہروں میں مظاہرے کئے۔ ایک طاقتور دہشت گرد گروہ کے خلاف سرعام کھڑے ہو کر مورالس نے اپنے ملک میں ایف اے آر سی کے اثر و رسوخ کا زوال لانے میں مدد کی۔



## THE ARAB SPRING A FACEBOOK REVOLUTION?

عرب بہار: ایک فیس بک انقلاب؟

In 2011, pro-democracy demonstrations led to the overthrow of longtime authoritarian governments in Egypt, Libya, and Tunisia. There is much debate about what role social media played in these revolutions. Did it trigger these regime changes, or was social media merely a useful tool? A study from the Dubai School of Government shows that nearly 9 in 10 Egyptians and Tunisians surveyed during the demonstrations said they were using Facebook to organize protests or spread awareness about them. The report concluded that social media "played a critical role in mobilization, empowerment, shaping opinions, and influencing change."

2011ء میں جمہوریت کے حق میں ہونے والے مظاہرے مصر، لیبیا اور تیونس میں طویل عرصے سے استبدانہ حکومتوں کے خاتمے کا باعث بنے۔ اس حوالے سے کافی بحث ہے کہ سماجی ذرائع نے ان انقلابات میں کیا کردار ادا کیا؟ کیا اس نے حکومتوں کی تبدیلیوں کی ابتداء کی یا پھر سماجی ذرائع محض ایک مفید وسیلہ تھے؟ دہی سکول آف گورنمنٹ کی ایک تحقیق بتاتی ہے کہ تقریباً 10 میں سے 9 مصریوں اور تیونس کے باشندوں نے ایک جائزے کے دوران بتایا کہ وہ احتجاج منظم کرنے یا ان کے بارے میں آگاہی پھیلانے کے لئے فیس بک استعمال کرتے تھے۔ اس رپورٹ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ سماجی ذرائع نے "متحرک کرنے، باختیار کرنے، آراء کو ہموار کرنے اور تبدیلی پر اثر انداز ہونے میں کلیدی کردار ادا کیا۔"



# DISASTER IN JAPAN

جاپان میں تباہی



When an earthquake and tsunami triggered a radiation leak at Japan's Fukushima Daiichi nuclear power plant in 2011, people in Japan and around the world turned to Twitter and YouTube as the most reliable sources of information. Using their mobile phones, Japanese citizens posted videos of the massive wave on YouTube, and within the first hour of the disaster more than 1,200 tweets per minute on the disaster came out of Tokyo.

In the days that followed, the U.S. Embassy in Tokyo used its Twitter feed to post information on how Japanese people living in the United States could contact their families in Japan. Japanese NGOs used Twitter to provide information about shelters for those made homeless by the disaster. The new technologies had become a lifeline for many in a disastrous situation.

2011ء میں زلزلے اور سونامی سے جاپان میں فوسو شیماء ایچی کے ایٹمی بجلی گھر میں تباہی کا اخراج رونما ہونے پر جاپان اور دنیا بھر میں لوگ ٹویٹر اور فیس بک کی طرف بے حد معتبر ذرائع معلومات کے طور پر متوجہ ہوئے، اپنے موبائل فون استعمال کرتے ہوئے جاپانی شہریوں نے یوٹیوب پر بڑی لہر کی ویڈیو شیئر کی۔ اور تباہی کے پہلے ہی گھنٹے میں اُس تباہی کے حوالے سے فی منٹ 1200 سے زائد ٹویٹ ٹویکس موصول ہوئے۔ آنے والے دنوں میں ٹویکس امریکی سفارتخانے نے اپنے ٹویٹر کو استعمال کرتے ہوئے یہ معلومات نشر کیں کہ کس طرح امریکہ میں رہنے والے جاپانی شہری جاپان میں مقیم اپنے خاندان والوں سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ غیر سرکاری جاپانی تنظیموں نے ٹویٹر کو اس تباہی سے بے گھر ہونے والے افراد کو پناہ گاہوں کے بارے میں معلومات دینے کے لیے استعمال کیا۔ ایک تباہ کن صورتحال میں یہ نئی ٹیکنالوجی جان بچانے کا سبب بن گئی۔



## Apps for the DEVELOPING WORLD

ترقی پذیر دنیا کے لیے ایپس

The International Telecommunication Union estimates there are six billion mobile-phone subscriptions worldwide, a figure equivalent to 87 percent of the world's population. The digital revolution in developing countries is leapfrogging the personal computer in favor of these handheld devices.

Useful software applications, or "apps," fuel the popularity of handheld devices. A UNICEF program uses a mobile app to make sure infants get tested for HIV and are given early treatment if needed. Farmers in rural Africa and Asia get daily prices of agricultural commodities on their cell phones and thus improve their bargaining position when taking their goods to market. Nokia, the Finnish company whose simple mobile phones are popular in developing countries, is working with mobile carriers and banks to offer banking services via a mobile app.

بین الاقوامی ٹیلی کمیونیکیشن یونین کے اندازے کے مطابق دنیا بھر میں موبائل فون کے چھ ارب صارفین ہیں، اور یہ تعداد دنیا کی 87 فیصد آبادی کے برابر ہے۔ ترقی پذیر دنیا میں یہ جدید انقلاب ہاتھ میں پکڑے جانے والی ان ایجادات کے حق میں پرنٹل کمپیوٹر کے مقابلے میں تیزی سے آگے جا رہا ہے۔ مفید سوفٹ ویئر ایپلیکیشن یا ایپس ہاتھ میں لیے جانے والے ان آلات کی مقبولیت میں بے پناہ اضافہ کا باعث ہیں۔ یونیسف کا پروگرام موبائل ایپ کے استعمال سے اس امر کو یقینی بناتا ہے کہ نوزائیدہ بچوں کا ایچ آئی وی ٹیسٹ کیا جائے اور ضرورت پڑنے پر ان کا جلد علاج بھی کیا جائے۔ افریقہ اور ایشیا کے کاشتکار دیہات میں موبائل فون سے روزانہ زرعی اشیاء کی قیمتیں حاصل کرتے ہیں۔ چنانچہ اپنی اشیاء کو منڈی میں لے جاتے ہوئے وہ سودا بازی کیلئے ایک بہتر حالت میں ہوتے ہیں۔ فن لینڈ کی کمپنی نونیا، جس کے سادہ فون ترقی پذیر ممالک میں مقبول ہیں، موبائل ایپس کے ذریعے موبائل کمپنیوں اور بینکوں کو بینکنگ خدمات پیش کرنے کے لئے کام کر رہی ہے۔



# SOCIAL MEDIA SUMMIT 2014

“Social Media for Social Change”

mediasummit2014



# SOCIAL MEDIA SUMMIT

## سوشل میڈیا کانفرنس

تحریر: جون سنکلیر

امریکی سفیر رچرڈ اولسن نے اسلام آباد میں ایک غیر متوقع ٹویٹ کے ساتھ سوشل میڈیا کانفرنس کا افتتاح کیا۔

by Joan Sinclair

**U.S. Ambassador to Pakistan Richard Olson opened the Social Media Summit 2014 with a surprise tweet.**

**H**ave you ever been to a conference where it's polite to start tweeting on your cell phone during the keynote address? Welcome to Social Media Summit 2014, organized for the tech savvy youth of modern Pakistan by the Progressive Youth Forum, and sponsored by a grant from the Pakistan-U.S. Alumni Network.

As the conference of 400 bloggers, journalists, and social media activists began, live tweets from the audience – 140 character opinions – flashed across a projector screen in real time.

Macon Phillips, coordinator for the Bureau of International Information Programs (IIP) gave a video message of support to attendees during the summit's opening night session and Secretary Kerry even joined the action. The Secretary shared Ambassador Olson's selfie and tweeted: “Assalam-o-Alaikum #SMS14 participants. In #Pakistan, power of individual voices on social media has never been stronger. Keep leading the way.”

کیا آپ نے ایسی کانفرنس میں شرکت کی ہے جہاں کلیدی خطاب کے دوران آپ شائستہ انداز میں اپنے موبائل فون پر ٹویٹ کرنا شروع کریں؟ پروگریسو یوتھ فورم (پی وائی ایف) کے زیر اہتمام جدید پاکستان کے ٹیکنالوجی سے دلچسپی رکھنے والے نوجوانوں کیلئے منعقدہ سوشل میڈیا کانفرنس ۲۰۱۴ء میں خوش آمدید۔ یہ کانفرنس منعقد کرنے کیلئے پاکستان یو ایس ایلیومنٹی نیٹ ورک نے مالی اعانت فراہم کی۔

جیسے ہی ۴۰۰ بلاگز، صحافیوں اور سوشل میڈیا سے تعلق رکھنے والے سماجی کارکنوں کی کانفرنس کا آغاز ہوا، سامعین کی جانب سے حقیقی وقت کے دورانیے میں ۱۴۰ حروف پر مشتمل آرام پر وجیکٹر پر نمودار ہوئیں۔

یورور آف انٹرنیشنل انفارمیشن پروگرام کے منتظم میکن فلیس نے تقریب کی پہلی رات کے دوران شرکاء کی حمایت میں ایک ویڈیو پیغام دیا جس میں وزیر خارجہ جان کیری بھی شامل ہوئے۔ وزیر خارجہ نے سفیر رچرڈ اولسن کی اپنے ہاتھوں کھینچی گئی تصویر اور (ٹویٹ) شیئر کرتے ہوئے یہ الفاظ ادا کیے: شرکاء کو السلام علیکم۔ پاکستان میں سوشل میڈیا پر انفرادی آوازیں کبھی بھی اتنی زوردار نہیں تھیں۔ دوسروں کی رہنمائی جاری رکھیں۔ سوشل میڈیا یا باہمی میل جول کے ذرائع ابلاغ کیا ہیں؟ ٹویٹر، فیس بک، گوگل پلس، فلیکر، اور وہ بلاگ جو آپ اس وقت پڑھ رہے ہیں، سوشل میڈیا کی مثالیں ہیں۔ ٹیلی ویژن، اخبار اور ریڈیو کے برعکس اس کے ذریعے سامعین جواب میں بات کرتے ہیں۔ یعنی





John Kerry  
@JohnKerry

Follow

Assalam-o-Alaikum #SMS14 participants. In #Pakistan, power of individual voices on social media has never been stronger. Keep leading the way

6:06 PM - 29 Mar 2014

303 RETWEETS 194 FAVORITES



What is social media? Twitter, Facebook, Google+, Flickr and the blog you are reading right now are examples of social media. Unlike television, newspaper, and radio, the audience gets to talk back. Dialogue. Just look at the comments section at the bottom of your screen.

The conference was organized by an active group of U.S.-government exchange program alumni, led by activist and International Visitor Leadership Program (IVLP) alumnus Abdullah Dayo, the general secretary of the Progressive Youth Forum.

"Abdullah was inspired by the dialogue that began on his U.S. exchange, and wanted to bring that conversation home," said Jen McAndrew, a cultural attaché in Islamabad. "We were honored to support this alumni-led initiative."

Panelists discussed the role of social media in media freedom, entrepreneurship, women's empowerment, peace promotion, and youth activism. U.S. expert Sean McDonald of FrontlineSMS spoke via Skype and there was even a video conference with five young social media experts from India, focused on regional cooperation.

With more than 2,000 tweets featuring the event hashtag #SMS14 on March 30, the summit became one of the country's most-discussed topics, reaching No.1 on Pakistan's hashtag trend list--at least until the Pakistan v. Bangladesh cricket match began.

Pakistan has a population of 190 million, 10-16% have regular internet access with about half accessing the internet through mobile devices. Facebook is the most visited website in Pakistan, outranking Google. About 93% of the Embassy's Facebook followers live in Pakistan, most are in their early twenties, and are 73% male, a statistical outlier. In Pakistan, Twitter is primarily used by key influencers: political leaders, journalists, and celebrities. Embassy Islamabad runs the largest Facebook site of any U.S. overseas diplomatic mission worldwide -- now topping 1.4 million followers as a result of a surge in fans during and after the summit. Consulates General Lahore, Karachi and Peshawar, and USAID Pakistan also enjoy an active Facebook audience, with a combined Mission Pakistan total of 2.8 million fans nationwide. ■

Learn more about the summit at [www.socialmediasummit.pk](http://www.socialmediasummit.pk), and the Pakistan-U.S. Alumni Network at [www.pakusalumninetwork.com](http://www.pakusalumninetwork.com)

Joan Sinclair is a press officer in Islamabad, Pakistan.

مکالمہ۔ ذرا اپنی اسکرین کے اختتام پر تبصروں والا حصہ ملاحظہ کریں۔ اس کانفرنس کا انعقاد امریکی تبادلہ پروگرام کے سابق شرکاء کے ایک متحرک گروپ نے کیا تھا جس کی رہنمائی سماجی کارکن اور انٹرنیشنل وزیٹیو لڈرشپ پروگرام کے سابق شریک عبداللہ دایو نے کیا تھا جو پی وائی ایف کے جنرل سیکرٹری بھی ہیں۔

اسلام آباد میں متعین ایک کلچرل اتاشی جین میک اینڈریو نے کہا کہ عبداللہ اپنے امریکی تبادلہ پروگرام کے دوران شروع ہونے والے مکالمے سے متاثر ہو کر اسے اپنے ملک میں متعارف کروانے کے متمنی تھے۔ انھوں نے کہا کہ ہمیں سابق طالب علموں کی رہنمائی میں شروع ہونے والے اس پروگرام کے لئے اعانت کرنے پر فخر ہے۔ مقررین نے آزادی صحافت، کاروباری نظامت، خواتین کو بااختیار بنانے، فروغ امن اور نوجوانوں کی سرگرمیوں میں باہمی میل جول کے ذرائع ابلاغ کے کردار پر بات چیت کی۔ فرنٹ لائن ایس ایم ایس کے امریکی ماہر شان میکڈونلڈ نے اسکا پ کے ذریعے خطاب کیا۔ اس موقع پر بھارت سے تعلق رکھنے والے سوشل میڈیا کے پانچ نوجوانوں کے ساتھ ایک ویڈیو کانفرنس بھی ہوئی جس میں علاقائی تعاون پر توجہ مرکوز کی گئی۔ دو ہزار سے زیادہ ٹویٹر پیغامات کے ساتھ یہ کانفرنس ملک میں سب سے زیادہ موضوع گفتگو بننے والے واقعے کی شکل اختیار کر گئی اور پاکستان اور بنگلہ دیش کے درمیان ہونے والے کرکٹ میچ سے پہلے تک سرفہرست موضوع رہی۔

پاکستان کی آبادی انیس کروڑ نفوس پر مشتمل ہے۔ دس سے سولہ فیصد افراد کو براہ راست انٹرنیٹ کی سہولت حاصل ہے جن میں سے لگ بھگ آدھے لوگ موبائل فون کے ذریعے انٹرنیٹ تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ فیس بک پاکستان میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والی ویب سائٹ ہے جس نے گوگل کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ سفارتخانہ کی فیس بک پراپلے میں رہنے والے ۹۳ فیصد افراد پاکستان میں رہتے ہیں جن میں سے زیادہ تر کی عمریں ایک جائزے کے مطابق تین سال سے کچھ ہی اوپر ہے۔ پاکستان میں ٹویٹر بنیادی طور پر انتہائی اثر و رسوخ کے حامل لوگ استعمال کرتے ہیں جن میں سیاسی رہنما، صحافی اور دوسری نمایاں شخصیات شامل ہیں۔ اسلام آباد میں واقع سفارتخانہ دنیا میں موجود کسی بھی دوسرے امریکی سفارتی مشن کے مقابلے میں سب سے بڑی فیس بک سائٹ چلا رہا ہے جس پر رابطہ کرنے والے افراد کی تعداد کانفرنس منعقد ہونے کے نتیجے میں اور اس کے دوران ۱۳ لاکھ لوگوں تک پہنچ گئی ہے۔ لاہور، کراچی اور پشاور میں واقع قونصل خانے اور یو ایس ایڈ پاکستان بھی فیس بک پر سامعین کی قابل لحاظ تعداد سے منسلک ہیں۔ ان سب کو ملا کر پاکستان میں امریکی مشن کے فیس بک پیج کے شائقین کی کل تعداد ۲۸ لاکھ ہے۔ ■

کانفرنس کے بارے میں مزید جاننے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ ملاحظہ کریں:

[www.socialmediasummit.pk](http://www.socialmediasummit.pk)

پاکستان میں یو ایس ایلمونٹائی نیٹ ورک کے بارے میں مزید معلومات اس ویب سائٹ پر دستیاب ہیں:

[www.pakusalumninetwork.com](http://www.pakusalumninetwork.com)

جون سنکلینر اسلام آباد، پاکستان، میں پریس آفیسر کے طور پر خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔



# SOCIAL MEDIA LEADERS IN punjab

by Adnan Shahzad

تحریر:۔ عدنان شہزاد

Only 10 percent of the population in Pakistan is using the internet and less than 2 percent has access to high speed internet. Despite these discouraging figures, social media growth in the country is amazing - more than 50% growth per year. According to Facebook, the number of Pakistanis using Facebook exceeds 10 million, making it the most visited website in Pakistan.

Punjab is undoubtedly the capital of social media in Pakistan. Our U.S. Consulate General Lahore page ([facebook.com/uscgLahore](https://www.facebook.com/uscgLahore)) has more than 700,000 fans. We see many young political activists on Facebook, Twitter, and other social media platforms.

In addition to politics, we see leaders of culture, heritage, education, technology, and social work on social media. Let's talk about few of them.

## پنجاب میں سماجی ذرائع ابلاغ کے قائدین

پاکستان کی صرف 10 سے 15 فیصد آبادی انٹرنیٹ استعمال کرتی ہے اور 2 فیصد سے بھی کم کی ڈی ایس ایل اور وائی میکس جیسے تیز رفتار انٹرنیٹ تک رسائی ہے۔ ان حوصلہ شکن اعداد و شمار کے باوجود ملک میں سماجی ذرائع ابلاغ کے استعمال کی سالانہ شرح ترقی 50 فیصد سے زیادہ ہے۔ انٹرنیٹ ٹریفک مانیٹرنگ کے جائزہ کے مطابق فیس بک پاکستان کی مقبول ترین ویب سائٹ ہے۔ فیس بک کے ایڈمنیٹر کے مطابق فیس بک استعمال کرنے والے پاکستانیوں کی تعداد ایک کروڑ سے متجاوز ہے۔

پنجاب بلاشبہ سماجی ذرائع ابلاغ کی ریاست کا دارالسلطنت ہے۔ ہمارے لاہور کے امریکی قنصل جنرل کے صفحے (فیس بک ڈاٹ کام یو ایس جی لاہور) کے سات لاکھ سے زیادہ مداح ہیں۔ ہم بہت سے نوجوان سرگرم سیاسی کارکنان کو فیس بک، ٹویٹر، اور دوسرے سماجی ذرائع کے پلیٹ فارم کو استعمال کرتے دیکھتے ہیں۔

سیاست کے علاوہ ہمارے پاس ذہین نوجوان ہیں جو انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے ذریعہ ثقافت، ورثے، تعلیم، ٹیکنالوجی اور سماجی خدمات کے شعبوں میں کام کر رہے ہیں، ان میں چند کے بارے میں بات کرتے ہیں۔

**FARHAN MASOOD & IFTIKHAR HUSSAIN**  
"GO GREEN PAKISTAN"  
([facebook.com/gogreenpak](https://www.facebook.com/gogreenpak))

فرحان مسعود اور افتخار حسین "گو گرین پاکستان"  
(فیس بک ڈاٹ کام / گو گرین پاک)



Farhan Masood is a talented Pakistani who started a Facebook page to promote a positive image of Pakistan. Currently the page is managed by Farhan, Iftikhar, and a green team of 30 friends. It

has more than 1 million fans, and is spreading a message of hope among Pakistanis.

Farhan says, "On July 31, 2009, during a discussion between friends, the idea of Go Green was born. The idea was to bring all Pakistanis close through social media and show unity towards Pakistan and humanity by having people replace their profile picture with the green flag of Pakistan on Twitter and Facebook." ■

فرحان مسعود ایک باصلاحیت پاکستانی ہیں جنہوں نے پاکستان کا مثبت تاثر بڑھانے کے لیے فیس بک صفحہ شروع کیا۔ آج کل اس صفحے کا انتظام فرحان، افتخار، اور 30 دوستوں کی ایک گرین ٹیم چلا رہی ہے۔ اس کے دس لاکھ سے زائد مداح ہیں اور یہ پاکستانیوں میں امید کا پیغام پھیلا رہی ہے۔

فرحان کہتے ہیں، 31 جولائی 2009 کو دوستوں کے درمیان مباحثے کے دوران گو گرین کا خیال پیدا ہوا۔ خیال یہی تھا کہ سماجی ذرائع ابلاغ کے ذریعے سب پاکستانیوں کو قریب لایا جائے اور ٹویٹر اور فیس بک پر ان کی تصاویر کو اتار کر پاکستان کے سبز پرچم سے تبدیل کر کے پاکستان اور انسانیت کے لیے یکجہتی کا اظہار کیا جائے۔ ■





## Farhan Shah "Old Lahore Walkabouts"

(facebook.com/groups/oldlahorewalkabouts)

Old Lahore Walkabouts (OLW) is a culture preservation group that delves deep into the fabled walled city of Lahore to highlight its hidden treasures unknown to the outside world. It takes heritage seekers on a walking spree around the walled city on different routes designed to shed light on the different aspects of Lahore's enchanting culture and history.

Farhan Shah publicizes OLW and its tours through Facebook. OLW keeps the interest of its members alive by posting interesting stories that are usually not found in history books.

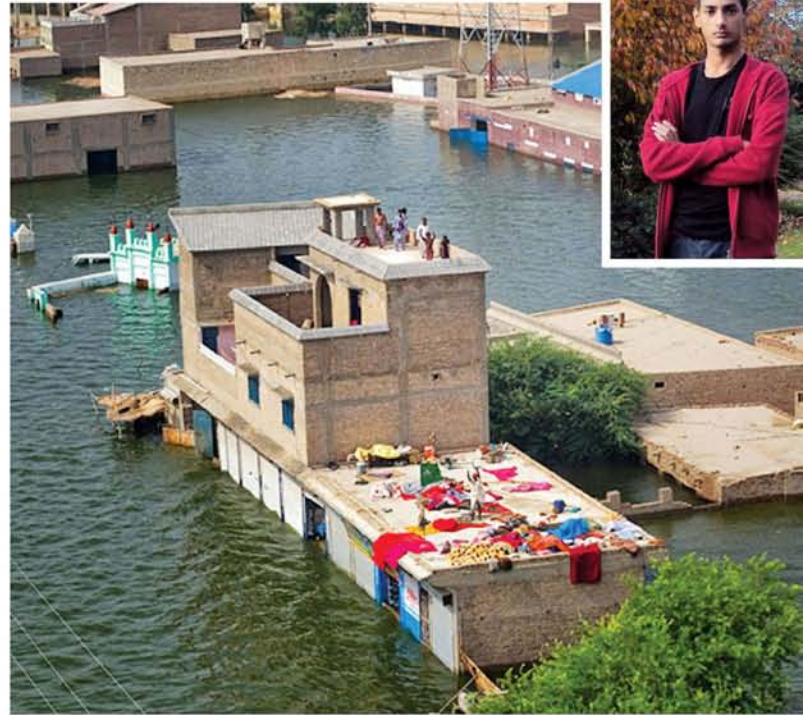
## فرحان شاہ کی پرانے لاہور میں چہل قدمی فیس بک ڈاٹ کام / گروپس / اولڈ لاہور واک اباؤٹس

پرانے لاہور میں چہل قدمی (اولڈ لاہور) ثقافتی تحفظ کا ایک گروپ ہے جو باہر کی دنیا کے لیے چھپے ہوئے نامانوس خزانوں کو واضح کرنے کے لیے لاہور کے تفصیل والے افسانوی شہر کی تحقیق کے لیے گہرائی میں جاتا ہے۔ یہ دورے کے چاہنے والوں کو تفصیل والے شہر میں چہل قدمی کر کے مختلف راستوں پر لے جاتا ہے جو بالخصوص لاہور کی مسکورگن ثقافت کے مختلف پہلوؤں، تاریخ کی تہوں اور ان سے منسوب دلکش کہانیوں پر روشنی ڈالتے ہیں۔

فرحان شاہ اولڈ لاہور اور اُس کے دوروں کی سماجی ذرائع ابلاغ پر تشہیر کرتے ہیں اور فیس بک پر ایک گروپ اولڈ لاہور واک اباؤٹس چلاتے ہیں۔ اولڈ لاہور اپنے ممبران کی دلچسپی قائم رکھنے کے لیے دلچسپ کہانیاں اپنے گروپ کے صفحے پر نشر کرتے ہیں جو عام طور پر تاریخ کی کتابوں میں نہیں ملتی ہیں۔ ■

## Rescue Pakistan Youth Foundation (rpyf.webs.com): Ghalib Khalil

پاکستان بچاؤ نوجوان فاؤنڈیشن  
(آر پی وائی ایف ڈاٹ ویبس ڈاٹ کام) غالب خلیل



Inspired by Mother Teresa and Abdul Sattar Edhi, Ghalib Khali is a poet, photographer, and social worker from Sialkot.

Ghalib Khali was only 15 years old when the August 2010 flood hit many areas of Pakistan. He started a fundraising campaign with his Facebook friends with an initial fundraising goal of 25,000 rupees. He was able to raise more than 10 million rupees to help the flood victims in just 26 days. Khali formed a charity named Rescue Pakistan Youth Foundation, and it is now mobilizing youth from across Pakistan to help the less fortunate. In 2012, Khalil was nominated one of the 25 most influential young people in the world by Youth Service America and was featured in the Huffington Post. ■

مدرثریہ اور عبدالستار ایدھی سے متاثر غالب خلیل سیا لکوٹ سے تعلق رکھنے والے نوجوان ہیں۔ وہ ایک خدا داد صلاحیت رکھنے والے شاعر اور عکاس ہیں جنہوں نے دولت مشترکہ اور اڈجیٹا، وہ ایک سماجی کارکن بھی ہیں۔ خلیل 15 برس کے تھے جب پاکستان کے بہت سے علاقوں میں بدترین سیلاب آیا۔ انہوں نے اپنے فیس بک دوستوں کی مدد سے ایک کوشش کا آغاز کیا، جس میں چندہ جمع کرنے کا ابتدائی ہدف 25,000 روپے تھا۔ سیلاب متاثرین کی مدد کرنے کے لیے صرف 26 دن میں ایک کروڑ پاکستانی روپے جمع کر لئے۔ انہوں نے اپنی غیر سرکاری تنظیم کی تشکیل کی، اور اُس کا نام پاکستان بچاؤ نوجوان فاؤنڈیشن رکھا، جو نوجوانوں کو متحرک کرتی ہے کہ وہ ضرورت مندوں اور کم مراعات یافتہ لوگوں کی مدد کریں، اُن کو یوتھ سروس امریکہ کی طرف سے دنیا کے 25 بااثر ترین اور طاقتور ترین نوجوانوں میں نامزد کیا گیا ہے۔ ■





## Faraz Ahmad and Jabran Rafique Map Pakistan

Faraz Ahmad and Jabran Rafique are two Pakistani tech lovers. They both learned about Google's map application 'Map Maker' on the Internet, and they formed a virtual team with a mission to map Pakistan.

Faraz started using Map Maker shortly after it launched in 2008, and he is now the top mapper with more edits than any other user. Both mappers started with their home towns and have subsequently mapped many cities in Pakistan. "I spend so much time on the Internet looking at new technologies. It's like a hobby for me to develop maps -- time spent positively because I know it will help others. In Pakistan, using Map Maker to find an efficient way to get somewhere can save a life in an emergency situation," says Faraz. ■

## فراز اور جبران "مپ پاکستان" (مپس ڈاٹ گوگل ڈاٹ کام)

فراز اور جبران دو پاکستانی نوجوان ہیں جو ٹیکنالوجی کے شیدائی ہیں۔ انہیں مپ میکر کے بارے میں انٹرنیٹ سے آگاہی ہوئی، اور انہوں نے ایک ورچوئل ٹیم اس مقصد کے لئے تشکیل دی تاکہ پاکستان کی نقشہ کشی کریں۔ انہوں نے پاکستان کی نقشہ کشی کے لیے اشتراک کیا اور دوسرے نقشہ گروں کو علاقے کی نقشہ کشی کے لیے مشورے اور مفید اشارے فراہم کیے۔

مپ میکر 2008ء میں شروع ہونے کے مختصر عرصے کے بعد ہی فراز نے اس کا استعمال شروع کر دیا تھا اور اب وہ استعمال کنندگان میں سب سے زیادہ ایڈیٹ کرنے والے چوٹی کے نقشہ گر ہیں۔ جبران نے فراز سے کچھ ماہ بعد مپ میکر کو دریافت کیا۔ دونوں نے آغاز اپنے آبائی قصبوں سے کیا۔ آگے چل کر پاکستان کے کئی شہروں کی نقشہ کشی کی فراز کہتے ہیں، میں بہت زیادہ وقت انٹرنیٹ پر نئی ٹیکنالوجی تلاش کرنے میں صرف کرتا ہوں۔ یہ نقشے بنانا میرے لئے ایک مشغلہ ہے، میں جانتا ہوں کہ شب طور پر صرف کیا گیا وقت دوسروں کی مدد کرے گا۔ پاکستان میں کسی ہنگامی صورتحال میں مپ میکر استعمال کر کے کہیں پہنچنے کے لیے ایک موثر راستہ ڈھونڈنا کسی کی جان بچا سکتا ہے۔ ■



## Hammad Anwar "Rabtt- Education for All"

(rabtt.org)

Hammad Anwar is a Lahore-based talent who is working for the education of underprivileged youth in the rural areas of Pakistan. It all started with Facebook, where the idea to get volunteers from all over the world to provide an education to underprivileged youth in a summer camp first emerged.

Now Rabtt is active on Facebook and Twitter, and with funding from the U.S. Agency for International Development, arranges regular summer camps and winter workshops.



## حماد انور "ربٹ - تعلیم سب کے لئے" (ربٹ ڈاٹ اورگ)

حماد انور لاہور میں مقیم ایک باصلاحیت نوجوان ہے پاکستان کے دیہی علاقوں کے غیر مراعات یافتہ نوجوانوں کی تعلیم کے لیے کام کر رہے ہیں۔ یہ سب کچھ فیس بک سے شروع ہوا جب اس تصور کا اعلان کیا گیا اور رضا کاروں کو بلا یا گیا۔ اس ذریعے کی وسیع دسترس کے باعث ربٹ پاکستان اور بیرون ملک سے رضا کاروں کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہوا۔ رضا کار معلم بن گئے اور ربٹ کی جانب سے ترتیب دیئے گئے موسم گرما کمپ میں تربیت فراہم کی۔ اب ربٹ فیس بک، ٹویٹر، یوٹیوب پر سرگرم ہے اور باقاعدہ موسم گرما کمپ، اور سردیوں میں ورکشاپس اور خصوصی تربیت کا انتظام کرتا ہے۔ اپنے کام ہی کی بدولت ربٹ کو امریکی ادارہ برائے بین الاقوامی ترقی کی جانب سے مالی معاونت فراہم کی گئی۔ آن لائن پلیٹ فارم استعمال کر کے اور اب وہ اپنی ویب سائٹ ایچ ٹی ٹی پی: //ربٹ ڈاٹ اورگ کے ذریعے عوامی مالی معاونت حاصل کرنے کے منصوبے بنا رہا ہے۔ ■



Adnan Shahzad is a Social Media Specialist at the U.S. Consul General in Lahore

عدنان شہزاد امریکی قونصل خانہ لاہور میں سوشل میڈیا اسپیشلسٹ کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔



# THE CONVERSATION PRISM

## بات چیت کے انداز



© WWW.CONVERSATIONPRISM.COM

SCAN HERE TO GET YOUR ONLINE COPY OF Khabr-o-Nazar.

خبر و نظری آن لائن کاپی حاصل کرنے کیلئے یہاں کلک کریں۔







# 2015 FULBRIGHT Awards



## To study for a Master's or PhD Degree in USA

### about

Fulbright is the flagship scholarship program of the U.S. Department of State. The Pakistan Fulbright program is funded by the United States Agency for International Development (USAID). This award funds graduate study in the United States for a Master's or Ph.D. degree, including tuition, required textbooks, airfare, a living stipend, and health insurance. USEFP also assists with visa process. Pakistani Fulbrighters are studying in universities all over the US. Every effort is made to place guarantees in programs best suited to their academic background and study objectives.

### eligibility

Eligible Master's applicants will have a 4-year Bachelor's Degree or a Bachelor's and Master's combination (16 years of formal education) and Ph.D. applicants will have a Master's, M.Phil., or comparable degree (18 years of formal education) from an accredited university. Pakistani citizens with strong academic histories, residing and working in Pakistan and committed to returning and serving Pakistan are welcome to apply. All disciplines are eligible except clinical medicine. Applicants are especially encouraged in energy, water, and agriculture.

The Graduate Record Examination (GRE) is required for all applicants. TOEFL will be required for all shortlisted applicants.

### application process

For more information on eligibility and to download an application form, visit [www.usefpakistan.org](http://www.usefpakistan.org). Read the application instructions and Frequently Asked Questions (FAQs) at [www.usefpakistan.org/documents/FAQs.pdf](http://www.usefpakistan.org/documents/FAQs.pdf). If you do not find the answer there, email: [info@usefpakistan.org](mailto:info@usefpakistan.org) or telephone: 051-843-1300 and ask for the programs department.

Complete application with all the required documents must be received by the deadline at PO Box No. 1128, Islamabad before 0430 PM Standard Time. Please note that you cannot send application through courier to a PO Box address.

Plagiarism in an application can lead to disqualification at any stage of the program.

Women, minorities, persons from FATA, Balochistan, AJ&K, Gilgit/Baltistan, Interior Sindh and other remote areas, and persons with disabilities are strongly encouraged to apply.

application deadline for this award is

## MAY 14TH, 2014.



"LIKE" THE EMBASSY'S FACEBOOK PAGE [f/PAKISTAN.USEMBASSY](https://www.facebook.com/PAKISTAN.USEMBASSY)

امیجس کے فیس بک پیج پر اپنی پسندیدگی کا اظہار کیجئے۔